نظم قومی

جسکو مولوی سید امجد علی صاحب اشہری نے

محامدن اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس

بمبئی سنہ ۱۹۰۳ء کے لئے تصنیف کیا

اے قوم کے رہبر و یگانہ ہو تم ÷ اس دور میں اک نیا فسانہ ہو تم

گر تم سے تمہاری جی اٹھی قوم کہیں ÷ سمجھیں گے مسیحِ زمانہ ہو تم

مطبع اگرہ اخبار اگرہ میں چھپی

ہماری التماس

اور محامڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی سخن شناس

حمدے کہ دارد سازہا بازخمۂ ایں سازہا
زاں نغمہ دار درازہا صد مختلف آوازہا
نیرنگی نیرنگہا برداشت از دل زنگہا
آئینہ دار جنگ ہا با شوخئے پردازہا
پنہاں شود آں عشوہ گر ہرجا کہ باشد جلوہ گر
جوئیم در تفصیلہا یابیم در ایجازہا

سرسید نے جب تہذیب الاخلاق نکالا تو ایک بڑا گروہ اُنکے عقائد کے خلاف تھا۔ ہمارے کارخانہ سے تیرھویں صدی نام رسالہ نکلا۔ ڈپٹی امداد علی خاں اس کے خاص معاون تھے۔ تیرھویں صدی نے جو عام قبولیت حاصل کی وہ اُس کا حصہ ہوگئی چنانچہ خود سرسید نے تیرھویں صدی کو ریویو میں لکھا

کہ "تہذیب الاخلاق کے خلاف میں کوئی رسالہ
تیرہویں صدی سے بہتر نہیں نکلا"
ہم کو سرسید کا اتنا کہہ دینا ایسا ہے جیسے مجلس مشاعرہ میں میر تقی میر کسی شعر پر سر ہلا دیتے تو وہ شاعر اپنا فخر سمجھتا۔ پھر تہذیب الاخلاق کے دوبارہ جاری ہونے پر ہم نے زمانہ نکالا۔ لیکن اس مرتبہ کا تہذیب الاخلاق پہلے کا تہذیب الاخلاق نہ تھا اس لئے زمانہ کو بھی تیرہویں صدی کا موقع حاصل نہ ہوا کیوں کہ دونوں طرف جوش جنوں کم ہو گیا تھا۔ مگر سرسید نے آخر دم تک ہماری خدمتوں کی داد دی۔
اور لٹریچر سے دل بستگی کا ایک سامان نظر آتا رہا۔ جب نواب محسن الملک بہادر کا زمانہ آیا۔ تو ہم نے زمانہ سے ہاتھ اٹھایا۔
اب انسٹیٹیوٹ گزٹ میں تہذیب الاخلاق کا نام تو زندہ ہے مگر قوم کے جگانے والے مسہریوں پر سوتے یا آرام کرسیوں پر اونگھ رہے ہیں۔

سودا کے سرہانے جو ہوا شور قیامت
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

کالج کے تعلیم یافتہ اپنی قومی ضرورتوں پر بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ ہاں عربی اخبارات کے تراجم نے ایک نئی دلچسپی

پیدا کردی۔

افسوس **معارف** جیسا ماہواری رسالہ جو جناب حاجی اسمٰعیل خاں صاحب کا لگایا ہوا پودا تھا اور جس کو جناب سلیم پانی پتی نے فلسفہ کے پانی سے سینچا ایسی معزز پارٹی کی سرد مہری سے پژمردگی میں آگیا۔

خود بیا انصاف دہ با قدردانی ہیچ تو ‎ ‎ ‎ باید انیسان قدر چو من نکتہ سنج نکتہ یاب
تنگدل گشتم بسے زاں شکوہ سر زد از لبم ‎ ‎ ‎ جام مے چوں شد لبالب بے تردد شد از لب شراب

ہرچند لاہور سے مخزن اور میرٹھ سے عصر جدید نکلتا ہے اور مولوی عبدالقادر صاحب بی اے ایڈیٹر رسالہ مخزن اور خواجہ غلام الثقلین صاحب بی اے ایل ایل بی اڈیٹر رسالہ عصر جدید دونوں اپنے رسالوں میں ترقی کا سامان جمع کر رہے ہیں لیکن خود علی گڑھ کو ایک رسالہ کی بطور نمایشی باڈی گارڈ کی ضرورت ہے۔

یہ امر عام دلچسپی کا ہے کہ محامدن ایجوکیشنل کانفرنس دلّی میں ایک شعبہ اُردو کو ترقی دینے کا اقرار پایا ہے اور ہمارے مخدوم مولانا شبلی نعمانی اُس کے سکرٹری مقرر ہوئے ہیں مگر ہم کو افسوس ہے کہ ہم اُس کو نہایت محدود حالت میں دیکھ رہے ہیں جس سے ہماری آرزوئیں مایوسی کے ساتھ ہلتی ہوئی نظر آتی ہیں تعلیم یافتہ جماعت کو خاص آمادگی اور قایم رہنے

والی کوشش سے کام لینا چاہئے ورنہ ؎

اگر ہم مر گئے یا تو تپہ تیری
ہنسی ہو گی لب معجز نما کی

اب ہم قبل اس سے کہ مولوی سید امجد علی صاحب اشہری کی قومی نظم پیش کریں۔ اشہری صاحب کی مختصر سوانح عمری درج کرتے ہیں جو نظم کے ساتھ یادگار رہے۔

اس مضمون کے لکھے جانے کے بعد ہم نے سُنا کہ علیگڑھ سے اُردوئے معلّی نام ایک ماہواری رسالہ نکلنے والا ہے خدا اس کو اسم بامسمیٰ ثابت کرے۔ مولوی فضل الحسن صاحب حسرت موہانی اس کے ایڈیٹر ہیں اُردو کو حسرت سے پہلے ہی کام پڑا۔ کاش ہمارے دوست کا تخلص حسرت کی جگہہ تمنا ہوتا ؎

"خدا وہ دن کرے نکلیں تمنائیں جو حسرت کی"

راقم۔ خواجہ صدیق حسین پروپرائٹر
اگرہ اخبار

جنابِ اشہری کی مختصر سوانح عمری

(نوشتہ خواجہ تجمل حسین صاحب اکبر آبادی)

آپ کے اجداد امجاد فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ میں خطۂ ترمز (ایران) سے وارد ہندوستان ہوئے اور بوجہ تعلقات معافی و ملازمت منفرق طور سے بالگرام۔ تالگرام۔ سکراوہ سکت پور۔ فرخ آباد میں سکونت کا اتفاق ہوا۔ بادشاہی زمانہ تک زندگی کا گزران معافیت۔ منصب۔ قضا۔ افتاء کے ذریعہ سے ہوتا رہا۔ جب انقلاب زمانہ نے سلطنت کے شیرازہ کو توڑ ڈالا تو جو اوراق اُس شیرازہ میں بندھے ہوئے تھے وہ بھی منتشر ہوئے تاہم چار پشت تک سرکار اودھ نے اُن کو سنبھالا۔ جب لکھنو کی سلطنت کا ایک خاص حصہ چھ اتّی کے نام سے ترسیل ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ میں آیا اور اُس سے ہزاروں آدمی بے روزگار۔ ایک نئی مصیبت میں گرفتار ہوئے تو سیکڑوں خاندان کہیں

سے کہیں جا پہنچے۔ ازآں جملہ میر کرامت علی نے قصبۂ پھپوند کی رہایش اختیار کی جہاں ایک خاص محلہ سادات کا آباد تھا ایک جدی بزرگوں میں حکیم ظہور علی تھے جن کے نہایت لایق اور فلسفی مزاج فرزند حکیم فرخند علی نے بحالت ملازمت سرکار نظام حیدر آباد میں انتقال کیا دوسرے فرزند حکیم سید مشرف علی پھپوند میں عام شہرت سے طب یونانی کو زندہ کئے ہوئے ہیں۔ ابو الفضل نے آئین اکبری میں اس قصبہ کا ذکر کیا ہے جس سے اس کی عظمت سابقہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اون کے بعد اون کے چھوٹے بیٹے منشی سید احمد علی صاحب پہلے شخص ہیں جنھوں نے سرکار انگریزی کی نوکری میں خود کو داخل کیا۔ اُن کے دو بھائی اور تھے ایک لا ولد فوت ہوئے دوسرے کا نام سید اشرف علی تھا انھوں نے درس وکتابت سے گزران کی اُن کے ایک بیٹے اولاد علی کہیں چلے گئے دوسرے بیٹے سید نجف علی نے بحالت ملازمت حیدر آباد انتقال کیا میر مومن علی کے دائرہ میں دفن ہیں اُن کا ایک صاحبزادہ تھا سید سراج الحسن نام افسوس کہ عنفوان شباب میں بحالت ملازمت حیدر آباد اوس کا بھی انتقال ہوگیا اب چھ سات برس کا ایک بچہ یادگار ہے اٹاوہ میں میر منظر حسین صاحب

وکیل اور میر صفدر حسین صاحب میر احمد صاحب کے ہمشیرہ زادے اور اشہری صاحب کے پھوپی زاد بھائی ہوتے ہیں اور میر صفدر حسین صاحب داماد بھی ہیں اشہری صاحب کے پہلے خسر محمد اسحٰق صاحب تھے جنکے حقیقی ماموں نواب سکندر نواز جنگ حافظ سید احمد رضا خاں صاحب ہیں جو بھوپال میں مدار المہام اور حیدر آباد میں ججی کے عہدہ پر ممتاز رہے اور اب پٹنہ میں تشریف رکھتے ہیں اور محمد اسحٰق صاحب کے دوسرے بھائی سید محمد فاروق علی صاحب حیدر آباد میں پنشن پاتے ہیں اشہری صاحب کے دوسرے خسر میر احمد علی صاحب رئیس قصبہ پھپوند ہیں جن کے حقیقی چچا سید ضامن علی صاحب ضلع نرسنگ پور میں وکالت کرتے اور کئی گاؤں کے زمیندار ہیں۔

میر احمد علی صاحب کو قسمت سے پہلے ہلہ میں نہایت اعلیٰ درجہ کے شریف اور شریف پرور انگریزوں کا ساتھ ہوا مسٹر ولیم مارٹین جن کا خاندان ہمارے اکبر آباد میں ہے اور مسٹر شور اور مسٹر ولیم بیل اور مسٹر کار شور صاحب کلکٹر کسٹم جھانسی جو باغیوں کے ہاتھ سے مارے گئے اُن کی شاگرد ہیں۔ اور نئی صاحب کمشنر جو کسٹم سابقہ کے آخری کمشنر ہیں جنکے بعد مسٹر ہیوم نے اُس کسٹم کی صورت بدل دی اور

سر ولیم میور اور سر جان لارنس جو چھوٹے چھوٹے عہدوں سے بڑھکر وائسرائے ہوئے) اور غدر ۱۸۵۷ء میں وہ وائسرائے ہند تھے اُن کے خاص قدر شناس تھے۔

منشی سید احمد علی صاحب سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ اور پانڈول کسٹم رہے اور تین روپیے سے دو سو روپیہ ماہوار تک تنخواہ پائی۔ وہ جس جس مقام پر رہے اُن کا نام اب تک زندہ ہے۔

۱۸۵۰ء میں مولوی سید امجد علی صاحب اشہری پیدا ہوئے ۱۸۵۴ء میں اُن کے والد نے بہت بڑی دھوم سے اُنکا ختنہ کیا جس میں بیس ہزار روپئے خرچ کئے اور جس کو اب تک اُس جوار میں تعریف عام کا درجہ حاصل ہے کاش وہ روپیہ اشہری صاحب کی انگریزی تعلیم میں خرچ کیا جاتا تو کون کہہ سکتا ہے کہ اشہری صاحب ایک اونچے درجے پر نظر نہ آتے لیکن اُس زمانہ میں انگریزی پڑھانا ایک مذہبی جرم سمجھا جاتا تھا اس لئے اشہری صاحب بھی انگریزی تعلیم

کا فائدہ نہ اُٹھا سکے مگر مولانا اشہری نے جتنی تعلیم پائی وہ نہایت باقاعدہ اور نہایت اعلیٰ درجہ کے اُستادوں سے حاصل کی اور اُن کی تمام عمر کتب بینی اور علمی مذاق اور اعلیٰ درجہ کے فاضلوں اور کاملوں کی صحبت میں گزری۔ اور اخباری مذاق نے نیوز نیشن کی ترقیات کا مکمل فوٹو اُن کی آنکھوں کے سامنے لگائے رکھا۔

سنہ ۱۸۶۸ء میں میر احمد علی صاحب نے انتقال فرمایا۔

اسی سال نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین والیہ سابق ریاست بھوپال نے اشہری صاحب کو اکبرآباد میں نوکر رکھا جب کہ اُن کی عمر کو چودہواں سال شروع تھا اور اُن کو اپنے اجلاس میں کام سکھایا اور بعد چندے کونسل کا سکرٹری مقرر کر دیا نواب سکندر بیگم صاحبہ کے انتقال کے بعد نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ نے اُن کو اپنے اجلاس میں جگہہ دی اور وہ بیس بائیس برس تک بھوپال میں عہدہ ہائے نیابت مرافعہ اسسٹنٹ کونسل چیف سکرٹری

وزارت پر مامور ہوئے۔ اخبار و بیرالملک بھوپال بھی اُنکے اہتمام سے نکلتا تھا اُن کو رئیسہ عالیہ کی فیاضیوں سے مستفیض ہونے کے اکثر مواقع ہاتھ آئے اور تصنیف کے صلہ میں پانچ پانچ سو اور آٹھ آٹھ سو روپیہ تک صلۂ کلام حاصل کیا۔ ایک دربار میں ہز ہائنس نے دو شالہ عنایت کیا تھا۔ جو سوائے نامیان ریاست کے ایسا قیمتی دو شالہ کسی نے نہیں پایا لیکن آخر میں جب نواب صدیق حسن خان صاحب کا خطاب واپس لیا گیا اور جناب نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ والیہ ریاست اور اُن کی دختر نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ ولیعہدہ ریاست میں مخالفت کو ترقی ہوئی تو اُسوقت میں انشہری صاحب نواب عبداللطیف خاں صاحب پرائیم منسٹر بھوپال کے چیف سکرٹری اور اخبار و بیرالملک کے مہتمم تھے نواب صدیق حسن خاں صاحب نے ولی عہد ریاست کے خلاف مضامین لکھوانا چاہے مگر انشہری صاحب نے پولیٹکل ہدایات و مصالح کے خلاف اُن کا لکھنا قبول نہ کیا۔ اور کثرت کار و ہجوم افکار سے پریشان ہوکر رخصت حاصل کی، تاکہ کچھ روز بھوپال سے باہر رہ کر ان پولیٹکل جھگڑوں سے اپنے آپ کو بچائیں اور چھ مہینے دلی میں جناب حاذق الملک حکیم عبدالمجید خاں صاحب کے زیر علاج رہے مگر

جب رخصت سے قبل اختتام رُخصت واپس آئے تو نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اُن کی اصلی جگہہ چیف سکرٹری پر مقرر ہونے میں روڑہ اٹکایا اس لئے اشہری صاحب حیدر آباد کو تشریف لے گئے وہاں ایک روزانہ اخبار (سفیرِ دکن) جاری ہوا جس کی اڈیٹری سے مولانا اشہری کو ایک غیر متوقع عزت اور شہرت حاصل ہوئی ہزاکسلنسی سر آسماں جاہ بہادر امیر اکبر و مدار المہام سرکار عالی نے انکو اپنی میٹنگوں میں مدعو فرمایا۔ یہ اعزاز کسی دیسی اخبار کے اڈیٹر کو میسّر نہیں ہوا۔

دوسرے سال اشہری صاحب کو آے بی الکزنڈر صاحب بہادر کلکٹر و مجسٹریٹ اٹاوہ نے نمائش کے لئے یاد کیا تو وہاں سے اٹاوہ تشریف لائے۔ اخبار مذکور نہایت اعلیٰ درجہ کی اسکیل پر مولانا محمد زکی الدین صاحب رئیس کاکوری کی فیاض طبیعتی سے نکلا تھا جو حیدر آباد میں ہزار روپیہ ماہوار پاتے تھے اور اُردو کے خاص نقاد بلکہ سخن آفرینی کے خود بھی اُستاد ہیں اس اخبار کے مطبع کے لئے رزیڈنسی کے سامنے ڈیڑہ سو روپیہ ماہوار کا مکان لیا گیا تھا اشہری صاحب نے رُخصت کیوقت اخبار سفیر دکن کو ایک نظم لکھی اُسکے کچھ اشعار یہ ہیں۔

اے پور گرامیم بہ آفاق　　اے با سخنت زمانہ مشتاق
اے عہدۂ تو سفیر کشور　　اے از تو فروغ شاہ و قیصر
اے پایہ رہ دکن نہادے　　سید منشاء عرب نژادے
ور زیر لواے من بہ گیتی　　جا یافت بعافیت دو مہدے
یک محسن و دیگری ز دستور　　از فتح نواز جنگ مشہور
مشتاق حسین را ز کلکم　　صد حرف چکید ہم چو زمزم
پا نیر چو نرو پلشکل باخت　　نقطم چو پیادہ روی شہ تاخت
صد فتح مرا بنام دادند　　با نطق صلاے عام دادند
اے مالک دکن تمام پرخار　　وی پای تو جملہ آبلہ زار
یکدل چو ز صد ہزار دل نیست　　آساں رہ کار پلشکل نیست
از حرف حکایتے کہ دانم　　بینی پس ازاں کہ من نمانم
حالا روم ای خجستہ پیکر　　حسب الطلب الیگزنڈر
از بہر دکن ز ما دعا باد　　وز جانی و دانغ صد ثنا باد

چلتے وقت پبلک کو یہ اشعار سُنا کر رخصت ہوئے۔

صدا کی طرح سے ہم آگے ہر گدا کے چلے

نشان بن کے رہے آگے با دِ فنا کے چلے

تپ درد دل میں رہے رہ نورد ظل اللہ

چلے جو دہوپ ہیں تو سایہ میں خدا کے چلے

نہ کچھ گناہ کیا اور نہ زہد کا دعوے

نہ جھک کر بوجھ سے بیٹھے نہ سر اُٹھا کر چلے

فغاں کسطرح سے ہر دل کے درد مند رہی

اثر کسطرح سے ہم ساتھ ہیں دعا کے چلے

نہ خود جلے نہ جلایا برنگ اخگرِ لعل

یہ روشنی ہی جدا تھی جسے دکھا کر چلے

حرم کو دیر میں بھولے نہ اشہری دم بھر

بتوں کو چھیڑنے ہم سامنے خدا کے چلے

روزانہ اودہ اخبار لکھنؤ بھی اشہری صاحب کی اڈیٹری میں رہ چکا ہے منشی نولکشور صاحب سی آئی ای نے اُنکو خاص عزت سے طلب کیا تھا۔

مولانا اشہری صاحب کو اخباری مذاق سے ہمیشہ

کی دلچسپی ہے۔ اور اخباری دُنیا میں اُن کی لٹریچر اور طرز ادا کو خاص دلچسپی اور قبولیت سے دیکھا جاتا ہے۔ پالیٹکس میں بھی اُنھوں نے اخباری زمتوں کو بڑی عاقبت اندیشی سے نبا ہا ہے۔ مدرستہ العلوم علی گڑھ اور ایجوکیشنل کانفرنس کے علمی مقاصد یا عملی مقاسد کی نسبت بھی وہ کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔

اشہری صاحب کو ابتدا سے اَب تک ایک مذاق کی پابندی کا موقع نہیں ملا۔ کہیں اُن کو اولڈ فیشن کے مذاق سے سروکار رہا اور کہیں نیو فیشن والوں سے کام پڑا۔ تاہم جناب اشہری صاحب نے اولڈ فیشن اور نیو فیشن کو راضی رکھنے میں ایک ایسا کام کیا ہے جو بہت کچھ قابل قدر ہے۔

اشہری صاحب ابتدا سے بعض لفظوں کے معنوی تاویلات کے خلاف ہیں جیسے آزادی جوش مذہبی۔ جوش قومی اُن کے نزدیک آزادی ہمارے لئے نہیں اور جوش قومی اور جوش مذہبی کے الفاظ ایسے ہیں جنکا وجود حقیقی نظر نہیں آتا لیکن حکام کو ایک قسم کے شبہات کا موقع دے سکتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ ان الفاظ سے ہم کو بہت نقصان پہنچا ہے جس کو

اُنھوں نے رسالۂ اسرار الادب میں بیان کیا ہے۔

مولانا اشہری ابتدا رسے کانگرس کے خلاف ہیں اور اس کے متعلق سر سید کے لیکچر شایع ہونے سے بھی پہلے انھوں نے حیدر آباد کے روزانہ اخبار سفیر دکن میں ایک سلسلہ مضامین شایع کیا تھا جس پر خاص طور سے نظام گورنمنٹ کا خیال رجوع ہوا اور نظام گورنمنٹ نے اُس کو اپنے حق میں مفید سمجھا تھا لیکن اُن کا خیال ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمان جب تک پولیٹکل ایسوسی ایشن قایم کرنے کے لایق نہ ہوں وہ ہندؤں کے سامنے محض ناچیز اور گورنمنٹ کے سامنے بالکل بے حقیقت اور قوم کے نیئے سر سے پاؤں تک قابل ننگ و عار ہیں۔ اور اکثر باتوں میں کانگریس کے منشا رسے اُن کا علاحدہ ہونا محض ایک فرضی ڈھکوسلا ہے اور گورنمنٹ سے اُنکا علاحدہ حق مانگنا یا اوس حق ملنے کا اُمید وار ہونا اُنکے اپنے خیالات کے سوائے کوئی حقیقی وجود نہیں رکھتا اور نہ گورنمنٹ اُن کے گڑگڑانے اور ایسی باتیں بنانے سے اُن کی دوستی کے اظہار پر اُن کو جداگانہ حق دے سکتی ہے جس کو وہ بہت پیچھے چھوڑ آئے ہیں

اشہری صاحب کا خیال ہے کہ عربی اور فارسی کی

لٹریچر ایک باقاعدہ اصول کے تحت میں ہے مگر مسیح
ہماری تین قسم کے لباس رکھتی ہے اور ابھی اُردو لٹریچر
کسی اصول کی پابند نہیں لیکن زمانہ کا مذاق چاہتا ہے
کہ وہ تین قسم پر منقسم ہو۔ کتابی لٹریچر۔ اخباری لٹریچر۔
قانونی لٹریچر۔ اُن کے نزدیک یہ تینوں ضرورتیں ایک
قسم کے مذاق سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ نہ مولانا حالی
کی زبان میں قانون شہادت لکھا جا سکتا ہے اور نہ کسی
ناول کے لئے قانون شہادت کی زبان اختیار کی جا سکتی
ہے۔

اشہری صاحب لکھتے ہیں کہ جو لوگ کسی ناول یا کسی
کتاب کو گندہ کہتے اور اپنی ثقاہت ظاہر کرتے کو
بار بار اُس کا اعادہ کرتے ہیں اُن کو دیکھنا چاہئے کہ
اُس مذاق کا وجود سوسائٹی میں ہے یا نہیں اگر ہے
تو اِس کتاب کے مصنف پر تیروں کی بوچھار کرنے کے
بدلے اُس سوسائٹی پر جہاد کرنا چاہیے۔

مولانا اشہری کا خیال ہے کہ اصول السنہ کے لحاظ سے اردو سب زبانوں سے زیادہ ترقی کرنے والی زبان ہے مگر اسکا علمی زبان بننا بہت دور ہے۔

اشہری صاحب کہتے ہیں کہ ہماری قوم کو عربی اور فارسی زبانوں کو خاص کر اس لحاظ سے بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ایک طرف عدن مصر سوڈان کی طرف دوسری جانب کابل ہرات ایران کی جانب اُن کی ضرورتیں سامنے آرہی ہیں۔ اگر ہم نے اُن کا خیال نہ رکھا تو ہم اپنے ہاتھ سے اپنا بڑا نقصان کرنے والے ہونگے۔

مولانا اشہری شاعری کی ذیل میں صرف اُسی شاعری کا شمار کرتے ہیں جسمیں پولیٹکل قسم کی ذمہ داری اور جواب دہی کے لئے ایک مضمون کو حقیقت اور مجاز کے دو پہلو پر بیان کیا گیا ہو اور وہ کلام اپنے اصول موضوعہ سے باہر نہ ہو اور جو اس سے باہر ہو اوس کو وہ صرف نظم خیال کرتے ہیں۔

اشہری صاحب کو نہایت اعلی درجہ کی صحبتیں میسر ہوئی ہیں اور بڑی بڑی مجلسوں اور محفلوں اور دربار و میں شریک ہوئے ہیں۔ محامدن اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس میں بھی اون کو یاد کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے

بڑے بڑے نامور علما و حکمار او بار کی صحبت سے اُنھوں نے فائدہ اُٹھایا ہے اور بڑے بڑے نامی و گرامی اور مشاہیر مُلک کی ہم بزمی کا موقع پایا ہے۔

نواب صدیق حسن خاں۔ مولانا عبد الحی۔ مفتی میر عباس ادیب کانپوری۔ مولوی حامد حسین مصنف عبقات الانوار۔ مولانا ابو المنصور دہلوی امام فن مناظرہ۔ افسر الاطبار حکیم اصغر حسین صاحب فرخ آبادی۔ حاذق الملک حکیم عبد المجید خاں۔ مخزالاطبار حکیم محمود خاں۔ آنریبل سید محمود۔ شمس العلمار مولوی سید حسین صاحب بلگرامی۔ مولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مسٹر امیر علی صاحب جسٹس کلکتہ۔ میرزا غالب۔ میر انیس۔ میرزا دبیر۔ میر مونس۔ میر نفیس۔ میرزا اوج حضرت امیر مینائی۔ نواب میرزا خاں داغ مولانا شبلی نعمانی۔ مولوی الطاف حسین صاحب حالی۔ جناب طوطے شوستری حیدر آبادی منشی اسمٰعیل میرٹھ۔ عرشی و گرامی شعرائے دربار آصفیہ حیدر آباد۔ میرزا کمال الدین سنجر ایرانی حافظ جان محمد خان شہیر۔ شمس العلمار مولانا نذیر احمد۔ شمس العلما مولوی ذکار اللہ وغیرہ وغیرہ کو خاص طور پر دیکھا سُنا اور اُن کے گراں قدر خیالات و مقالات سے دل اور دماغ کو روشن کیا ہے۔ آنریبل سر سید احمد خاں بہادر

نوراللہ مرقدہ کو بھی اچھی طرح دیکھا ہے اور عالی جناب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خاں صاحب بہادر اُن کی نسبت اپنی خاص قدردانیوں کا اظہار فرماتے رہتے ہیں۔

اشہری صاحب علی گڈہ ڈیپوٹیشن کے ساتھ رامپور گئے تھے وہاں جناب افسرالحکما حکیم محمد اجمل خاں صاحب طبیب و مصاحب خاص حضور فرمانروائے رامپور کے مہمان رہے۔ اور کتب خانہ کی خوب سیر کی۔ اس کتب خانہ کے ذکر میں مسلمانوں کے دوسرے کتب خانوں پر ریویو لکھا ہے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے اس لازوال خزانہ اور دولت خداداد کے کثیر حصہ کے نکل جانے پر سخت افسوس کیا ہے اشہری صاحب کا خیال ہے کہ سیکڑوں کتابیں ہرسال قوم کی لاپروائی و بے احتیاطی سے ضایع اور خراب ہوتی جاتی ہیں ایک طرف گورنمنٹ نئی تصنیفات کی گنتی گناتی ہے دوسری طرف قوم کی اعلیٰ تصنیفات قدیمہ کا خزانہ تباہ ہورہا ہے اشہری صاحب علی گڈہ کو توجہ دلاتے ہیں کہ اگر اُس نے قومی لائبریری کے لئے ایک باا ثر اسکیم اور وسیع کوشش سے کام نہ لیا تو بہت سے بقیہ جواہرات ہاتھ سے نکل جائیں گے اشہری صاحب کا خیال

ہے کہ جو ایجنٹ چندہ وصول کرنے یا اور کسی تمیدو تدبیر کے لئے جا بجا بھیجے جاتے ہیں اور جن شہروں اور قصبوں میں کالج اور کانفرنس کے متعلق تحریک جاری ہے وہاں ہر طرح کی کتابوں اور مرقعوں اور نقشوں اور شاہی فرامین اور دوسرے اقسام کے اشیاء و اسباب علمی کی فراہمی کا بھی سامان کیا جائے جس میں آسانی سے یہ کام پورا ہو سکتا ہے۔

اشہری صاحب دوسری مرتبہ پھر حیدر آباد گئے تھے اور جناب مولوی سید علی حسن صاحب رکن مالگذاری و کمشنر بندوبست حیدر آباد (حال ریونیو ممبر کونسل ریاست اندور) نے ہز اکسلنسی نواب سر وقار الامراء بہادر مدار المہام سرکار عالی کی خدمت میں پیش کیا جب کہ جناب شمس العلماء مولانا سید حسین صاحب بلگرامی اور جناب مولوی افضل حسین صاحب چیف جسٹس بھی تشریف رکھتے تھے اشہری صاحب نے ایک نظم پڑھی فیاض امیر اور قدر داں مدار المہام نے پانسو روپیہ اشہری صاحب کے پاس بھیجے اور موقع مناسب کا امیدوار کیا لیکن بعد چندے سہ آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

اشہری صاحب کو دلی کے دربار تاج پوشی دیکھنے کے دو موقع حاصل ہوئے۔ ایک یہ کہ قدر شناس گورنمنٹ نے اگرہ اخبار کو دعوت دی۔ دوسرے عالی جناب نواب

محسن الملک بہادر نے ایجوکیشنل کانفرنس کے قومی دربار میں مدعو فرمایا۔ اشہری صاحب نے دربار شاہنشاہی کے متعلق مرقع تاج پوشی مدون کیا جو اس مطبع سے چھاپا گیا جسکو گورنمنٹ نے قبولیت کا اعزاز بخشا۔ اُسی مرقع میں قومی دربار کانفرنس کا بھی حق ادا کر دیا گیا ہے جو آیندہ کتابی صورت میں یادگار رہے گا اشہری صاحب کے اکثر مضامین اور مختلف نظمیں۔ اودھ اخبار لکھنؤ پنجابی اخبار مرحوم ریاض الاخبار گورکھپور طوطی ہند میرٹھ نیر آصفی مدراس اخبار وکیل امرتسر پیسہ اخبار لاہور اگرہ اخبار تیرہویں صدی اکبرآباد زمانہ اکبرآباد سفیر دکن حیدرآباد دارالسلطنت کلکتہ تحفۂ محمدیہ کانپور زمانہ کانپور رسالۂ حسن حیدرآباد رسالۂ پروانہ میرٹھ رسالۂ ادیب فیروزآباد رسالۂ عصر جدید میرٹھ رسالۂ مخزن لاہور سے فراہم ہو سکتی ہیں۔ اور جو تصنیف کتابی صورت میں شایع ہو چکی اُسکی تفصیل یہ ہے۔ حدیقۂ شاہجہانی گلدستۂ سلطانی وتہیم خسروی۔ ترانۂ معرفت مراۃ النسا نورجہاں بادشاہ بیگم کی سوانحعمری عورت مرد کا مکالمہ جنگ نامۂ روم وروس تاریخ ایمہ مرقع تاج پوشی دربار دہلی اور جو تصنیف نامکمل اور نامرتب بستوں میں پڑی ہے اُس کی تفصیل ذیل میں

لکھی جاتی ہے۔ منظر القواعد۔ عورت مرد کے مکالمے کا دوسرا حصہ۔ فرہنگ اردو۔ آئینہ فردوسی کا مقابلہ۔ آزاد بلگرامی کے دیوان عربی سبحۃ المرجان کے لطائف کی تفصیل اردو میں۔ یادگار غالب۔ کلیات اردو فارسی نامرتب۔ حیات شہری جس میں ابتدار پیدائش مصنف سے پچاس برس کے عام واقعات ہیں۔ عروض اردو نامکمل۔ اردو لٹریچر کا ضابطہ ادب۔ نوشیروان کی لائف ناتمام۔ اٹاوہ کی تاریخ ناتمام۔ بھوپال کی تاریخ الخواتین۔ فقہ و تصوف کا راز اسلام کی فلاسفی۔ بابِ ایرانی اور قرۃ العین۔ ایشیائی شاعری۔ مرکز تعلیم۔ اشہری صاحب کی غزلیات۔ قصائد قطعات۔ رباعیات اور نیو فیشن کی نظموں کا کلیات جمع کیا جائے تو ایک بڑے سے بڑا دیوان مدون ہو سکتا ہے۔ اشہری صاحب نے قریب قریب تمام شہروں کی سیر و سیاحت کر لی ہے

مولانا اشہری صاحب کی عمر پچاس برس سے متجاوز ہے۔ اُن کی تمام عمر نہایت دلچسپی اور اعلیٰ درجہ کی سوسائٹی میں گزری۔ ایک مدت سے وہ بے کار ہیں لیکن اس بیکاری میں بھی اُنھوں نے قومی خدمات میں کچھ نہ کچھ حصۂ وقت صرف کیا ہے اشہری صاحب کے اکلوتے فرزند کا تاریخی نام منظر علی ہے جو بھوپال میں پیدا ہوئے تھے۔ اور عربی

فارسی کی ضروری تعلیم کے بعد وہ اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ
میں داخل ہوئے اور اب انٹرنس کورس کی تعلیم میں ہیں
آشہری صاحب نے مرکز تعلیم کے نام سے جو رسالہ لکھا ہے
اُس میں مدارس قدیمہ اسلام کے متعلق مولانا شبلی نعمانی
دام فیوضہ کے رسائل سے خاص خاص استنباط کیا گیا ہے
پھر ہندوستان کی موجودہ اعلیٰ تعلیم گاہوں کا ذکر ہے جیسے
انجمن حمایت اسلام لاہور۔ مدرسۂ دیوبند مدرسہ اورہ۔
مدرسۂ عالیہ کلکتہ۔ مدرسہ اسلامیہ بمبئی۔ ندوۃ العلمار لکھنو۔
اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ مدرسہ طبیہ دہلی جن کی قابل
قدر کوششوں سے قوم کو کوئی خاص فیض حاصل ہوا ہے
یا اُن کی نوعیت موجودہ زمانہ کے مناسب حال نظر آتی
ہے اور علی گڈہ کالج کے مفید اور مہتم بالشان اور قابل قدر
نتائج کو خاص تفصیل سے ظاہر کیا ہے اور آنریبل سید محمود مرحوم
کے لکچر اور مسٹر عبدالقادر پروفیسر ایم اے او کالج علی گڈہ
کے نقشوں سے قومی ترقیات کا حساب لگایا ہے لیکن اِسکے
ساتھ ہی ایک دوسرا پہلو عام تنزل کا بھی دکھایا ہے کہ اس
عرصہ میں قوم نے علاوہ اُن مطالب کے کون کون سی دینی
دُنیاوی علوم میں کِس شرمناک و افسوس ناک حد تک
تنزل کیا ہے۔ یہ تخمینہ قیاسی ہے مگر ہر شخص اُس کو صحیح

مان لینے میں تامل نہیں کرسکتا۔ اوراب وہ موجودہ حالت
میں علی گڈھ اور علی گڈھ کے کالج کے لئے چار باتوں کی سخت
ضرورت ظاہر کرتے ہیں ایک صنعتی و حرفتی اسکول عوام
قوم کے لئے۔ دوسرے قومی لائبریری کے لئے علمی آلات
اورکتابوں کا جمع ہونا جس کی ضرورت روز بروز بڑھتی
جاتی ہے اور وہ ذخیرہ روز بروز گھٹتا جاتا ہے۔ تیسرے
ایک ماہواری رسالہ پولیٹکل ارگن جو پولیٹکل ایسوسی
ایشن سے پہلے جاری کیا جائے اورجس میں دو قسم کے
مضامین لکھے جائیں ایک وہ جن کا سمجھنا قوم کو ضرور
ہے کیوں کہ قوم اسوقت تک پولس پالسی پالیٹکس کے علم
اصول اوراُس کے مفہوم ضروریات و لوازم کو کچھ نہیں
جانتی اورجیسے سرسید نے قوم کے اخلاق کی اصلاح تہذیب
الاخلاق کے ذریعہ سے کی ویسے ہی ہمارے دوسرے سرسید
نواب محسن الملک بہادر اور تعلیم یافتہ مسلمان اس رسالہ
کے ذریعہ سے پولیٹکل تعلیم کا اثر ڈالیں دوسری قسم مضامین
کی وہ ہو جو ہماری قوم کے عام مقاصد اور خیالات کو ادب
سے گورنمنٹ پر ظاہر کرے اور جب تک قوم کو بتایا جائے
کہ پالیٹکس کا موضوع کیا ہے اور گورنمنٹ کو سمجھایا نہ جاوے
کہ قوم کیا چاہتی ہے اس وقت تک ہم ایک بےلگام کے گھوڑی

پر سوار ہیں جو لارڈ کرزن کے آگے چلنا چاہتے ہیں جس پر نہ خود ہم کو بھروسہ کرنا چاہیے کہ ہمارا گھوڑا ٹھیک گورنمنٹ ہوس کے سامنے ٹاپیں مار کر ہنہنائے گا اور نہ لارڈ کرزن کو اعتبار ہو سکتا ہے کہ ہم اُن کے لئے قابل قدر باڈی گارڈ ہیں۔ اور جناب نواب وقارالملک مولوی مشتاق حسین صاحب مدظلہ العالی کو بھی وہ پولیٹکل ایسوسی ایشن سے پہلے اِس کام میں مصروف دیکھنا چاہتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ الف بے کے بعد بہار دانش پڑھائی جائے تو اچھا ہوگا۔ چوتھے اسکول سے لے کر کالج تک مذہبی تعلیمات کے نصابوں کا تقرر اور اُن کی لازمی پابندی اور مذہبی تعلیم کے متعلق دوسرے مصارف کے مقابل ایک نسبت خاص کا لازم ہونا اون کی خواہشات کی علت غائی ہے جس میں کچھ قوم کی غفلت ہے کچھ کالج کی بے توجہی خدا کرے ہم کالج پر پورا زور ڈالیں اور کالج یقین کرلے کہ بغیر مذہبی تعلیم کے تکمیل قومی نہیں ہوتی اور موجودہ تعلیم ادھوری ہے جیسا کہ کالج کے نہایت شریف اور ہمارے ہمدرد پرنسپل مسٹر مارین صاحب اور عالی جناب نواب محسن الملک بہادر نے کانفرنس لاہور میں ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔

راقم تجمل

مسدس

جو اعلیٰ حضرت نظام الملک آصف جاہ نواب میر محبوب علی خاں خلد اللہ ملکہٗ فرمانروائے حیدرآباد کی خیر مقدم دہلی میں لکھا گیا

جب آخر دسمبر ۱۹۰۲ء میں بتقریب تاج پوشی اعلیٰ حضرت اڈورڈ ہفتم دام سلطنتہٗ حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ کا دلّی میں تشریف لانا قرار پایا۔ تو اس خیال سے کہ علی گڈھ درمیان میں پڑتا ہے اور علی گڈھ کالج کو بہت بڑی مدد حیدرآباد سے ملتی ہے۔ شاید اعلیٰ حضرت کا خیال اپنی شکستہ قوم اور اس بہت بڑی قومی درس گاہ کی جانب مائل ہو۔ قوم کے اولوالعزم ارکان نے ہر طرح کی آمادگی کا سامان کیا تھا ازاں جملہ یہ مسدس بھی تیار رکھا گیا تھا کہ اُس موقع پر حضور اقدس کے فیض و نوال کے ترانوں سے عام مسرت کے اظہار کا نمونہ دکھایا جائے۔ مگر نواب محسن الملک بہادر کو اعلیٰ حضرت کی جانب سے جو اطلاع دی گئی اُس سے معلوم ہوا کہ کن وجوہ سے اعلیٰ حضرت نے اس موقع پر شریک نہ ہو سکنے سے

اظہار افسوس فرمایا۔ لیکن درباری ضرورتوں سے فرصت پانے کے بعد معاودت کے وقت اس کی کسر بمبئی میں نکل گئی جہاں حضور والا نے دو ہفتہ قیام فرمایا اور انجمن اسلامیہ کے بھائیوں اور مدرسۂ اسلامیہ کے طالب علموں سے دلچسپی ظاہر فرمائی جو ہماری سال حال کی کانفرنس بمبئی کا دیباچہ اقبال ہے۔ اور اسی لئے اس مسدس کے چند بند بطور سہ نامۂ نذر ناظرین و ہدیۂ سامعین کئے جاتے ہیں۔ وھوا ہذا

شمیم روح پرور سے ہے پھر دلی میں جاں آئی
نسیم جاں فزا کرنے لگی کار مسیحائی
نزول حضرت اقدس نوی کی ہے روح افزائی
سخن کرنے لگا ہے مدح شہ میں نطق آرائی
علی گڈھ میں پڑی ہے دھوم شہ کے آمد آمد کی
بنی تخت سلیماں مدرسہ میں لوح ابجد کی

بحمد اللہ دیکھا ہر خذف ہے لعل کا معدن
جزاک اللہ ہر دانہ کو گوہر کا ملا خرمن
تعالی اللہ دشت بے گیا اپنا ہوا گلشن
بہار فضل سے رنگین ہیں دامان و جیب و پیرہن
خدا کا شکر بر آئیں مرادیں ہر مسلماں کی
بحمد اللہ صورت دیکھ پائی ظل سبحاں کی

دکن کے انتظامِ مُلک کی بنیاد ہے تجھسے
خدا کے فضل سے ساری رعایا شاد ہے تجھسے
بحمد للہ ساری مملکت آباد ہے تجھ سے
قلمرو میں ترے ترویج عدل و داد ہے تجھ سے

مفخر کشور انگلش میں ہے سب سو نشاں تیرا
مسخر لطف سے ہے کشور ہندوستاں تیرا

گورمنٹ انڈیہ کو ناز ہے تیری رفاقت پر
نمایاں ویسرائوں کی ہے اسپیچوں سے وہ یکسر
ہے ہر اخبار انگریزی و دیسی مدح کا دفتر
ہیں سب اپنے برائے فیض شاہی کے ثنا گستر

نظیر اس کی کسی تاریخ میں ہم کو نہیں ملتی
تمہارے سلطنت ہے وقف کار خیر حضرت کی

دکن کا فیض دو سو سال سے ہم سب پہ جاری ہے
کہیں جاری وظیفہ ہے کہیں امید واری ہے
دعائیں دے رہی ہر جا تجھے مخلوق باری ہے
یہی ہر قوم و ملت میں دلیل کامگاری ہے

علی گڈہ کا یہ کالج خاص حضرت کی بدولت ہے
ترے بحر کرم سے قوم سیراب سخاوت ہے
جو بچے اس میں آئے تھے وہ بن بن کر جواں نکلے

خدا کے فضل سے اکثر سعید کار داں نکلے
بحمد لعد جو آئے وہ فخر دود ماں سے نکلے
چھڑی سے لے کر جو لڑ کے آئے وہ یکہ نشاں نکلے

گورنمنٹ انڈیا کو پاس ہے اس کی صداقت کا
دیا کالج نے تمغہ قوم کو قومی شرافت کا

ارادہ قوم کرتی ہے یہ ہو دار العلوم اپنا
کتب خانہ ہو اس کا اشک بخش از ہرد حمرا

معلم اس میں ایسے ہوں جو دنیا بھر میں ہوں یکتا
ادب سے مصر دیکھے جس کو ایسا ہو ادب اُس کا

خدا چاہے تو ہے ادنیٰ اشارہ شاہ کا کافی
سروں پہ قوم کے سایہ ہو ظل اللہ کا کافی

زمیں پانی پہ ہے جب تک زمیں پر تا ہے دریا
رہے دریا میں تا آب آب میں ہوتا صدف پیدا

بنے بطن صدف میں قطرہ جب تک لولو لالہ
رہے لولو میں تا آب آب میں قیمت کا ہو شہرہ

الٰہی گوہر مقصود تیرے زیب دامن ہو
جہاں تو پاؤں رکھے وہ زمیں ہم سنگ معدن ہو

رہے تا سلطنت دل کی سواد جسم انساں میں
وزارت تازیانہ کی ہو قبول عام دوراں میں

سفارت تا نفوس عائیہ کرنے ہیں گہاں میں
سخن فہمی کا جب تک ذوق ہی طبع سخنداں میں
ترے فیض و کرم سے وشت رشک بوستاں دیکھیں
بحورِ شعر جو سوکھے پڑے ہیں پھر رواں دیکھیں

بمبئی میں اعلیٰحضرت خلداللہ ملکہ کا ورود

رُباعی

آئے ہیں جو بمبئی میں اعلیحضرت
مسرور ہیں اس سے سب خواص اور خواص اور عام
ہر ایک کی بمبئی ہے محبوب سنا
لیکن ہوئی بمبئی کے محبوب نظام

مہاراجہ کشن پرشاد بہادر (شاد) وزیر حیدرآباد

رُباعی

ہماری قوم کا ہے فخر حیدر آباد
رہیں حضور الٰہی جہاں میں با دل شاد
عجب نہیں ہی اگر ہو دکن میں قدر سخن
ہوئے وزیر جو ہیں راجہ کشن پرشاد

سلا حضرت کا نام نامی محبوب علی خاں ہے خلداللہ ملکہٗ اقبالہٗ۔

رُباعیاں۔ مثنوی۔ ترکیب بند

رُباعیاں

اللہ کی یاد سب کو کرنا اچھا　　دم قوم کی زندگی کا بھرنا اچھا
اس طرح جئے تو آشہری خاک جیئے　　عزت کے لیئے قوم سے مرنا اچھا

دُنیا میں بلند نام کرنے والے　　ہیں قوم کی راہ سے گذرنیوالے
مرنے کے لئے جیتے ہیں جو آئے ہیں　　جینے کے لئے مرتے ہیں مرنیوالے

اے قوم کے رہبر و یگانہ ہو تم　　اس دور میں اک نیا فسانہ ہو تم
گر تم سے تمہاری بخی اُٹھی قوم کہیں　　سمجھیں گے مسیحائے زمانہ ہو تم

اے قوم کی زندگی پہ مرنیوالو　　دم قوم کی زندگی کا بھرنیوالو
حاصل ہو حیات جاودانی تمکو　　اے خضر کی طرح کام کرنیوالو

دُنیا و آخرت

دُنیا میں نہ اسلام کو بدنام کرو　　کہتا ہے جو اسلام وہی کام کرو
عقبیٰ کا رہے خیال دُنیا میں تمہیں　　آغاز میں اپنے فکر انجام کرو

نماز

ہر قلب نماز سے سدا شاد رہے — نکتہ حکمت ہے اگر یاد رہے
شش قلب جگر دماغ جو ہیں آگو — جھکنے سے انہیں خون کی امداد رہے

روزہ

جنگل میں کبھی ہم جو نکل جاتے ہیں — اشجار سے روزہ کا سبق پاتے ہیں
مضبوط ہیں جو وہ دھوپ میں تپتے ہیں — جن میں ہیں رطوبتیں وہ گل جاتے ہیں

حج

ہے حج کی فریضے میں سیاحت شامل — ہوں جس سے بہت بڑی فوائد حاصل
دنیا کے مسلمان ہوں حج میں یک جا — جس سے دنیا کے ہوں مقاصد حاصل

زکواۃ

ہر قوم نے سود کو ہے اچھا جانا — ہر قوم نے فائدہ ہے اس کا مانا
لیکن جو زکواۃ سے ملا کر دیکھیں — سمجھیں گے فلاسفی کو اسکی دانا

جہاد

اسلام کی فتح ہے عدالت کے لئے — مفتوح کو حکم ہے اطاعت کے لئے
اب، ہم کو جہاد سے سروکار نہیں — فاتح ہیں جو تیار ہیں حفاظت کے لئے

مثنوی

خدا خدا خدا

خدا ایک ہے جو سمجھ میں نہ آئے — وہ جس طرح جو چاہے اُسکو بنائے
ہے دُنیا کی ترتیب و ایجاد اُس سے — یہ ترکیب اجسام و اجساد اُس سے
خدائی ہے اُسکی خدائی پہ حجت — بتاتی ہے صانع کو ہر ایک صنعت
ہیں مٹی میں پیدا اُسکے اسرار یکسر — شجر جیسے ہوں چند تخموں کے اندر
وہ چاہے تو دانہ کو کھلیان کر دے — وہ چاہے تو دہقاں کو سلطان کر دے
وہ چاہے تو ہو بن بھی رشک لندن — وہ چاہے تو ہو جائے اک گل سے گلشن
ہیں مٹی میں اُس کی ہزاروں خزینے — چھپے ہیں پہاڑوں میں صدہا دفینے
کیا اُسنے قدرت سے پیدا جو پانی — یہ شے ہے کہ ہے عنصر زندگانی
ہوا روح کی مایۂ زندگی ہے — اگر یہ نہیں تو ہم ہیں نہ جی ہے
عطا آگ کو اُس نے کی ہے وہ طاقت — جو سائنس میں ہو رہی ہے کرامت
دی روح اور اور دی عقل کامل — یہ سر میں دماغ اور سینے میں دل

تماشا خدائی کا ہم کو دکھائیں
بشر کی سمجھ میں نہ آئے نہ آئیں

ترکیب بند

بند ۱

نیستی سے ہستی کا ظہور

ہوا جبکہ اصدار فرمانِ قدرت تو پائی عناصر نے ترکیب صورت
حجابِ ازل میں جو تھی شمع روشن ہوئی وہ ضیا بخش انوار کثرت
چھپے تھے جو اجزا حجابِ عدم میں دیا اُنکو نیچر نے ہستی کا خلعت
ملیں صورتیں جسکے لایق تھی جیسی کھلے چھپ رہے تھے جو اسرار حکمت
ہوئے صورتِ تخم و اشجار ظاہر جو تھے بند مٹھی میں نیرنگ فطرت
ہوئے تخم ترکیب اجزا سی پیدا ملی اُنکو نشو و نما کی طبیعت
ملی روح دِل کو ملی عقل سر کو لگے کُھلنے دُنیا پہ راز حقیقت
ہوئی نیستی سے یہہ ہستی نمایاں جو ہے نیست ہونیکو ہر ایک صورت
کیا سب کی ہستی کو پیدا عدم نے جگھہ پائی بحثِ حدوث و قدم نے

بند ۲

دُنیا کب سے ہے کچھہ خبر نہیں

خبر کسکو اسکی ہے کب سے ہے دُنیا ہے کیسے علم کب سے ہے یہہ چرخ علیا
دمکتا ہے کب سے فلک پر یہہ نیر چمکتا ہے کب سے زمیں پر یہہ ذرّا

ہے تکوین عالم کی ایجاد کب سے
کہاں تجھے ملے کیسے با ہم یہ اجزا
کہاں سے ہیں پہلے پہل بیج آئے
ہوئیں لاکھہ شکلیں پھر کیونکر ہویدا
نہیں جانتا کوئی اسرار فطرت
بنے کیسے آدمؑ بنیں کیسے حوّا
ابھی تک زمانہ ہے حیران اسی میں
کہ مرغی ہے پہلے کہ پہلے ہی انڈا
ملی ہمکو یہہ عقل کیونکر کہانسے
دیا کسنے یہہ علم ادراک اشیا

ہے سائنس بھی اس میں حیران و مضطر
نہیں کھلتے کچھہ اُس پہ اسرار نیچر

بند ۳

زمین پر حوّا و آدمؑ کی نسل

ہوئی جب زمیں لایق فرش عالم
ہوئے جلوہ افروز حوّا و آدمؑ
ہوئی اُنکے بچوں سے آباد دُنیا
ہوئی اونکی اولاد سرتاج عالم
لگیں پھیلنے ہر طرف اُن کی نسلیں
بنی باغ جنگل سے ارض مکرم
قبیلے ہوئے اُنسے ہر سو نمایاں
قبیلوں سے قومیں ہوئیں زیب عالم
یہہ جو رنگتیں مختلف دیکھتے ہو
ہیں تاثیر ارضی و فصلی سے منضم
غرض ہر طرف پھیلے انسان زمیں پر
بسے ہر طرف جاکے ابنار آدمؑ
مقرر ہوئے ضابطے سلطنت کے
بنے بادشاہ اور دستور اعظم
جو تھیں بیبیاں اُنکی ناموس عصمت
بنی کوئی رانی ہوئی کوئی بیگم

بتوں سے پہاڑوں کے رنگت بنائے
خدا داد حکمت کے نقشے دکھائے

بند ۴

کفر اور شرک کی تاریکی میں نور اسلام کا چمکنا

ہوئیں سیکڑوں قومیں دنیا میں پیدا — بجا ملک میں نام کا اُن کے ڈنکا
کوئی بندہ ہو کر خدا بن چکا ہے — کسی نے کیا ہے خدائی کا دعویٰ
کسی نے ستاروں کی کی ہے پرستش — کسی نے ہے آگ اور پانی کو پوجا
عجیب اُن کے تھے بعض اوتار آئے — کسی کے ہوئے نام دیوی و دیوتا
ہدایت کو آئے ہزاروں پیغمبر — رہے وحی و الہام سے کار فرما
ہوئے مختلف نام خالق کے سب میں — خدا گاڈ اللہ یزدان برہما
ہوئے انبیائے اولوالعزم ظاہر — خلیلؑ و سلیمانؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ
مگر ہو رہے تھے جو فاسد عقائد — تھا اُن کے سبب سے ٹھنکا ماتھا محمدؐ کا
خداؤں کی چھٹتی ہوئی جب گھٹائیں — رہے پھر نہ یاد خدا جلوہ فرما

ہوا آخر کار اسلام ظاہر
کیا اُس نے توحید کا [illegible] ظاہر

بند ۵

پیغمبر اسلام کی ہدایت

اٹھا ایک اسلام کا پہلے ہادی ۔ شروع اُسنے کی امر حق کی منادی
عرب میں جو تھا کفر اور شرک جاری ۔ وہ دیوار اُس کے مواعظ نے ڈہا دی
چراغ ہدایت کیا اُسنے روشن ۔ جو تھی کفر کی آگ روشن بجھا دی
جہاں ظلمتیں چھا رہی تھیں دلوں پر ۔ وہاں نور حق کی تجلّی دکھا دی
ہوئے یار و انصار پھر اُس کے خاص ۔ خدا نے جنہیں حسب خیر الورا دی
عرب سے ہوئی ظلمت کفر زائل ۔ ہوا فخر گلشن جو پہلے تھا وادی
کج و پیچ پگ ڈنڈیوں کے تھے پہلے ۔ شریعت نے اک راہ سیدھی بنا دی

بتدریج اسلام پھیلا زمیں پر
ہوئی اُس کو تائید غیبی میسّر

بند ۶

دین اور دُنیا کی اصلاح

سبق اُس نے دُنیا و دین کو پڑھائے ۔ زن و مرد نے حق جو تھے اُنکے پائے
محبت کی تعلیم کی اُس نے ایسی ۔ ہوئے دوست دُشمن تو اپنے پرائے
سیاست سے اُس کے ہوا امن سب میں ۔ عدالت کے ہر سمت ڈنکے بجائے
شجاعت سے سرکش ہوئے زیر اُسکی ۔ سخاوت کے ہر سمت دریا بہائے

ہوئی اسکی عفت کی شہرت جہاں میں — ہوئی انکی تعزیر زانی جو پائے
ملیں راحتیں سب کو سود اسلف میں — وہ بیع دشنار کے قواعد بنائے
نہ رہبانیت کا رہا نام اسمیں — عبادت کے سادے طریقے سکھائے
کیا رحم دنیا میں بے مثل اسمیں — غلامی کے دستور جو تھے مٹائے

دلوں کو کیا اس نے ہر سو مسخر
ہوئے امر و نہی اس کے مقبول کشور

بند ۷

مسلمانوں کا طرز عمل

مسلماں جہاں لے کے اسلام آئے — چراغ ہدایت ہزاروں جلائے
مسلماں جہاں پہنچے ساتھ آئی رحمت — زر و مال کے گنج صدہا لٹائے
غنی ہو گئے تھے جو محتاج و مفلس — سخاوت نے ہر سو تو نگر بنائے
کیا صبر جو ان کو تکلیف پہونچی — کیا شکر جو کام انسے بن آئے
معافی و جاگیر کی حد نہیں ہے — جو یاد انکی ابتک سبھونکو دلائے
بھری انکی بخشش سے تاریخ دیکھو — جو فکر محاسب کو حیراں بنائے
جو آموختہ بھولے بیٹھے تھے اپنا — انہیں از سر نو سبق پھر پڑہائے
جو ہند و تھے اللہ اکبر پکارے — نرا کار جوتش کے جلوے دکھائے
در فیض و احسان زمانہ پہ کھولے — عطاؤ کرم ان کی حصہ میں آئے

ہے ہندوستاں میں ابھی یاد اِن کی
کہانی ہے سب کو یہی رات دِن کی

بند ۴

اسلام میں اغراض مفاسد کا دخل

علی پر ہوا ختم دور خلافت ۔ رہا تا خلافت فروغ شریعت
بنی امّ نے پھر اِس کو لڑ بھڑ کے اپنا ۔ بنایا سلح شور اقبال و نصرت
مباحث ہوئے خارجی رافضی سے ۔ لڑی خوب آپس میں طاقت سے طاقت
زمانہ جو اُن کے ہوا نا موافق ۔ تو لی چھین عباسیوں نے خلافت
اولی الامر قاضی و مفتی بنائے ۔ دیا جسم اسلام کو تازہ خلعت
جو احکام تھے پاک صاف و منزہ ۔ ملا اُن میں آکر غبار کدورت
بنی فقہ اک طاقت حکم رانی ۔ ہوئی جس سے محصور ایک ایک آیت
ہوئے اہل افتا کے حامیؔ نامی ۔ دلیل و قیاس و روایت درایت
مگر یہہ زمانہ بھی ایسا تھا جس میں ۔ تھی اِن ساری باتوں کی ہمکو ضرورت

ولے جسم اسلام میں کچھ مفاسد
بڑہا کر رہے خِلط سودائے فاسد

بند ۹

قانون فقہی تک اچھا رہا

رہی فقہ تا ضابطہ عقل اوّل — رہا تا فقیہوں میں درک مفصّل
رہے اہل علم و عمل تا مصاحب — رہے تا ندیمان دانا و افضل
رہے تا فضیلت پناہان کامل — رہے تا حقیقت طرازان اکمل
رہی سلطنت بھی نمودار عالم — خلافت نہ ہو سلطنت تھی مکمّل
مگر جب کہ ناداں بنے آکے دانا — بنے جب کہ علامہ جُہال و ا جہل
ہوئیں جبکہ عیّاشیاں بزم آرا — دکھانے لگے ماہوش اپنی جہل ِ ابل
بڑھے حد سے جب اختیارات شخصی — گر جھنے لگے جب سیہ کار بادل
وہ دیوان خانے جو تھے سلطنت کے — بنے شاعری کے وہ دیوان مہمل

توکل ملک سے نظم دامن سیاست
ہوئے ہر طرف بر طرف اور رخصت

بند ۱۰

مسلمانوں کا باہمی نفاق

یہ دُنیا کا دستور ہے اے برادر — کہ لڑتے ہیں غیروں سے اغیار اکثر
یہ قوم اُس سے وہ قوم اس سے ہو لڑتی — چڑھائی کرے اِسپہ وہ حملہ آور

مگر جب سے اسلام پاؤں چلا ہے — سدھارے ہیں دُنیا سے جب سے پیغمبر
عرب کے قبائل نے جو بیج بوئے — وہ پھیلے بُری طرح اس کی زمیں پر
عجم کے تداخل نے معدہ بگاڑا — ملے خون میں اسکے اجزائے دیگر
نفاق و حسد بغض و کیں بنکے ہمدم — رہے جسم کے ساتھ چمٹے برابر
لپٹتا ہے جسطرح سے عشق پیچاں — مسلمان بھی چمٹے یوہیں اسکو یکسر
رہے آپ سرسبز اُسکو سکھایا — بنے آپ فربہ کیا اُس کو لاغر
غرض آپ بگڑے ہمیں بھی بگاڑا
نشاں ملک میں جہل ونخوت کا گاڑا

بند ۱۱

اسلام کے اوٹ میں کارسازی

ہوئے جو مسلماں جہاں میں قبائل — بنے آکے بھائی ہوئے سب میں شامل
نئے رنگ میں اب ہوئے آکے ظاہر — نئی شان میں آئے اُنکے خصائل
بہادر تھے جو اُن کے دلمیں سمائی — کہ ہوں خوں لگاکر شہید و نمیں داخل
مرے تو شہید اور مارا تو غازی — ہے دونوں طرح ہمکو اک بات حاصل
جو محتاج تھے ہو گئے وہ تو نگر — زکواتیں ہوئیں اُنکے حق میں محاصل
بنا کوئی صوفی تو کوئی قلندر — لگے ہونے مذکور اُنکے فضائل
خلافت نے پایا جو داغ امارت — ثنا خواں بنے بزم آرائے محفل

حدیث اور قرآن کا ساتھ چھوٹا ۔۔۔ لگے ہونے تصنیف صدہا مسائل
جو اچھے تھے وہ کنج عزلت میں بیٹھے ۔۔۔ جو پہلے تھا آساں ہوا اب وہ مشکل
بھگتنا پڑیں اب جو ہم کو سزائیں
یہہ خود ہم نے کیں اپنے اوپر جفائیں

بند ۱۲

اسلام کو مسلمانوں سے نقصان پہونچنا

غرض اختلاف طبایع سے یکسر ۔۔۔ ہوا مورد صد عوارض یہہ پیکر
جگہہ اختلال عظیمہ نے پائی ۔۔۔ ہوا جسم اسلام کمزور و لاغر
خلافت پہ کیا کیا نہ آئی قیامت ۔۔۔ امامت پہ اٹھا نہ کیا شور محشر
کہیں شیعیان علی آئے لڑنے ۔۔۔ کہیں سنیوں کے ہوئی جمع لشکر
لگی اپنے آپس میں تلوار چلنے ۔۔۔ بنے غیر جو ہو چکے تھے برادر
گئی سو برس ایسے جھگڑوں میں گذری ۔۔۔ کہ تاریخ کا بن گیا ایک دفتر
نکالا آرٹیں اسکی شاہوں نے کھیلے ۔۔۔ لڑے باپ بیٹے برادر برادر
خطا اسمیں غیروں کی اتنی نہیں ہے ۔۔۔ خطادار جتنے ہیں خود ہم سراسر
جو تھا نخل اسلام طوبےٰ کا ہمسر
ہوا اپنے ہاتھوں سے وہ سر دبے بر

بند ۱۳

اسلام پر مسلمانوں کا ہجوم

ہے اسلام بے شبہ گلزار جنت — مگر کر دیا باغبانوں نے غارت
ہے اسلام شمع شبستان نیچر — مگر چھا گئی جہل کی اُسپہ ظلمت
ہوئے اسپہ پروانہ ایسے تصدق — کہ مدفن بنی بزم گاہ محبت
ہے اسلام اک نور عرفان کا ہل — مگر اب کہاں ہیں وہ اہل طریقت
حکیموں نے طوفاں کیا اسمیں ورنہ — ہے اسلام اک بحر زخّار حکمت
ازل سے ہے اسلام لاریب فیہا — پھلا اور پھولا ہوا باغ جنت
ابد تک رہے گا یہ دُنیا میں قایم — مسلماں رہیں تا قیام قیامت

مگر جس قدر اس نے نقصاں اُٹھاۓ
وہ کیسے ہیں دیکھیں تو اپنے پراۓ

بند ۱۴

سو برس کا تنزل

اگر سو برس کا تنزل دکھائیں — تو لازم ہے ہم اشک خونیں بہائیں
لکھیں مرثیہ جسپہ ہو عام رقت — پڑھیں نوحہ کل قوم کو ہم رولائیں

جو تھی سلطنت نام کی وہ بھی کھوئی — کہاں اب کروروں مسلماں سمائیں
لگی لکھنؤ کو نظر آہ کیسی — ہوئیں کیسی دلی پہ نازل بلائیں
ادھر مرشدآباد خالی پڑا ہے — خدا جانے ہم سے ہوئیں کیا خطائیں
کئے غدر نے کتنے گھر آہ ویراں — نہ گنتی ہو جسکی اُسے کیا بتائیں
نہ تھا غدر تھا جہل کا ایک طوفاں — وہ کچھ ہی سہی بات کیسے بتائیں
جو ہوتے مسلماں تھے قاضی و مفتی — جو مخصوص عہدے تھے وہ اب نہ پائیں

الٰہی کریں کیا چلے کام کیوں کر
ہمارے مرض کو ہو آرام کیوں کر

بند ۱۵

پچھلی صدی تک مسلمان ایسے تباہ نہ تھے

گذشتہ صدی تک مسلماں تھے عاقل — تھی سب قوم کی قوم خوشحال خوشدل
نظام اور حیدر علی اور ٹیپو — نہ رکھتے دکن میں تھے مد مقابل
تھے از نربدا تا سمندر یہ قابض — تھے یعنی رایت فتح و نصرت کے حامل
ادھر مرشدآباد تھا فیض گستر — اودھ اور دلی میں تھا حکم حاصل
ہزاروں میانجی تھے لاکھوں سپاہی — ہزاروں تھے قاضی و مفتی و عامل
تھے گلزار ہندوستاں کے یہ مالی — ہزاروں تھے پیشوں میں اُستاد کامل
تھے صدہا امیر و وزیر و مصاحب — خدا داد عزت تھی اِن سبکو حاصل

فقیری میں بھی کرتے تھے بادشاہی جہاں دیکھئے تھے یہی زیب محفل
بھروسہ تھا پبلک کو شرکت پہ انکی زراعت تجارت صناعت کی حائل
مگر اب جہاں دیکھئے ان کی حالت
دکھاتی ہے ادبار کی عام صورت

بند ۱۶

مسلمانوں میں عام سناٹا

ہیں سونی پڑیں ہر طرف خانقاہیں گلے مل کے روتی ہیں باہم نگاہیں
نہیں حسن میں اب وہ پہلی کشش ہے نہیں عشق کی اب وہ پیدا ہیں راہیں
نہ دل میں ہے طاقت نہ ہم میں ہے دم خم بتاؤ تمہیں اب تمہیں کیسے چاہیں
نہ اب پگڑیاں ہیں وہ دربار والی نہ اب وہ عمامے نہ وہ کج کلاہیں
نہ پرسش ہو اسکی نہ پرستش ہو اسکی کریں شوق [illegible] جو چاہیں
نہ وہ کیفیت مستی نہ وہ جوش سودا نہ شور [illegible] ہے نہ وہ [illegible] آہیں
نہ آسودگی ہے کہیں بیٹھ سکتے نہ چھپنے کو [illegible] کہیں گھر پناہیں
مٹی اپنی ایسی ہے شکل پریشاں
کہ آئینہ ہے دیکھ کر اسکو حیراں

بند ۱۷

دنیا کے سب مسلمانوں کا اجماع ترقی مشکل ہے

جو اسلام کی چاہتے بد و فطرت
کرے ایک سب کو یہ طاقت ہے کسکی
اسی واسطے اب یہ آساں ہے مشکل
مگر ہاں یہ ممکن ہے گر بعض فرقے
ترقی کمانکی منزل سے پیچ لیں
تجارت میں مصروف گر ہوں مسلماں
کوئی اپنی قسمت کو کھیتی میں لیکر
اٹھائے کوئی خونچہ اپنے سر پر

یہ اک زعم ہی زعم ہے فی الحقیقت
ہے کس کا یہ عزم اور کسکی یہ طاقت
خصوصاً جو بگڑا ہو رنگ طبیعت
زمانے میں کریں درست اپنی حالت
تو سمجھیں گے یہ بھی ہے ہمکو غنیمت
تو البتہ کچھ ہے پنپنے کی صورت
بڑھے قاعدہ سے اصول زراعت
پھرے کوئی پھیری کو دانائی حرفت

غرض یہ کہ ہیں پیشے سب دل لگائیں
کہیں آپ اور دوسرونکو کھلائیں

بند ۱۸

اسلام کا جسم

ہے اسلام اک جسم طاہر مطہر
عرب قلب اُس جسم کا ہی عجم سر

ہیں اشیاء و افریقہ دو ہاتھ اُسکے
ہیں ہندوستاں اور چیں پاؤں اسکے

بخارا سمرقند کابل بدخشاں
اسی جسم کے سب ہیں ٹکڑے برابر

ہے یورپ میں ٹرکی ہو جسطرح سینہ
ہیں مصر و عراق اسکو مراق مقرر

شہور و بلاد و اس کے جیسے اناہل
کہ دست و پا اُسکے اکثر جزائر

جو حصہ ہے مکہ سے لیکے تا مدینہ
گلا ہے صدا جسکی اَللّٰہُ اکبر

ہیں طہران و استانبول اسکی آنکھیں
ہے پشت اسکی سوڈان وادی بربر

ملی روح توحید اس کو خدا سے
تعلق نہ ہو جس کو کچھ ماسوا سے

بند ۱۹

جسم کا ہر حصہ کمزور ہو رہا ہے

مگر اب تو یہ جسم اطہر ہے لاغر
پہنچتی نہیں روح جسمیں برابر

ہے اس جسم کے سر میں سودا شاہی
مگر سر تمدن سے خالی ہے یکسر

گلا اس طرح بدوں نے ہے پھانسا
کہ حق حق کی آواز سنتے ہیں اکثر

ہے سینے میں اُتری ہوئی اسکے پیکاں
نہیں چین زخموں سے اُسکو ہے دم بھر

کسی نے ہے اندر کو چرکا لگایا
کسی نے چبھویا ہے باہر سے نشتر

ہے سینہ میں دل دل میں طاقت نہیں ہے
ہیں اسیر دور نگی کے آثار مضمر

ہے اک ہاتھ شل دوسرا ہاتھ خلل
نہ زور شجاعت نہ کس بل نہ تیور

لکھا اُسنے اِک قابل دید مضمون　　مزہ دے رہے ہیں لفظ و معنی
ہیں دُنیا میں پھیلے ہوئے جو مسلماں　　ہے جن علتوں سے کہ یہ قوم بگڑی
بتایا ہے اُن سب کو ایک ایک کرکے　　دکھائے ہیں حالات موجود ماضی
ہیں ایران کے مجتہد زیب مجلس　　عرب کے بھی ہیں جمع قاضی و مفتی
کبھی بحث کرتے ہیں ہندوستانی　　کہیں معترض اُس پہ ترکی و مصری
نتیجہ مباحث کا ہے یہہ نکالا　　کہ بگڑا ہے اِس کا مزاج طبیعی
جگہہ اختلال عظیمہ نے پائی　　سبب جہل ہے ساتھہ نا اتفاقی
بتایا ہے آخر علاج اسکا اُس نے　　کہ ہو سکتی ہے علم سے پھر ترقی

اگر روشنی ہو تو جائے یہہ ظلمت
اگر علم پھیلے تو ہو جہل رُخصت

بند ۲۳

قانون اسلام کے موافق علاج

غرض یہ کہ سب چاہتے اسکی صحت　　عوارض میں ہے بعض کو جائی حجت
کوئی ہو رہا ہے ترقی کا قائل　　کسی کو ہے مایوسئی عود صحت
کوئی سر جھکائے ہوئے سوچتا ہے　　کہ بگڑی ہے کیوں اسکی اصلی طبیعت
ہوئے کون اخلاط و جہہ مفاسد　　ہے اخلاط فاسد کو کیا حکم حکمت
ٹھسی ہے غلاظت جو آنتوں میں اسکے　　بھری ہے جو معدے میں اسکی کثافت

کریں تنقیہ اُس کا دیں پہلے مسہل | جو پورا ہو منشاء قانون حکمت
بدن پاک اخلاط فاسد سے کر کے | کریں تو شدار و سے درمان طاقت
وہ اخلاطِ فاسد ہیں کیا ہم بتائیں | خیانت زنا شرک انواع بدعت
جو ہیں خارجی اور اسباب گھیرے | اُنھیں چاہیے دفع کرنا بحکمت
جو قانون اسلام ہے اُسکو سمجھیں | کریں حفظ صحت کو احیا رسُنّت
تعدی کو جب تک نہ روکیں مُسلماں
نہ حاصل ہو صحت نہ کامل ہو درماں

بند ۲۳

مسلمان فاتح اور مسلمان مفتوح

ہیں اب دو طرح کے مسلماں برادر | کہیں ہیں رعایا کہیں ہیں یہ خودسر
زیادہ ہیں مفتوح فاتح ہیں تھوڑی | رعایا نصارا کے ہیں اُنمیں اکثر
ہیں ترکی وایران وکابل کی فاتح | اِسی طرح مصر و مراکو و بر بر
ہیں رشیا و ہندوستاں اور چیں میں | کروروں مسلماں رعایائے دیگر

ہیں محصور غیروں سے اسکے ممالک　　مسالک میں ہیں راہزن اسکی رہبر
زباں جیسے دانتوں میں یوں ہیں مسلماں　　زباں ہو جو اچھی تو ہو بات بہتر
بچھایا ہے غیروں نے دام محبت　　عداوت محبت کے پردہ میں مضمر
نہ وہ فضل و تقویٰ نہ شان سیاست　　نہ ماموں نہ ہاروں نہ تیمور و اکبر
نیا جو سبق ہے وہ پڑھتے نہیں ہیں　　جو آموختہ تھا وہ بھولے سراسر

جہاز اپنا طوفان میں آچکا ہے
مصیبت میں اپنی پھنسا ناخدا ہے

بند ۲۴

مسلمانوں کی بیکار زندگی

مسلماں نہیں منہ دکھانے کے قابل　　نہیں بات انکی زمانے کے قابل
نہ یہ ملک میں اپنے رہنے کے لایق　　نہ یہ غیر ملکوں میں جانے کے قابل
تجارت میں دیکھو تو کچھ بھی نہیں ہیں　　زراعت میں ہیں ہل چلانے کے قابل
صناعت میں کچھ ہیں کسیرے ٹھٹیرے　　مگر صرف حقے بنانے کے قابل

جو حرفت میں دیکھو تو ہیں ہاتھ خالی | ملے بھی تو افسوس آنے کے قابل
کرینگے تو آپس میں اپنے لڑیں گے | نہیں غیر سے منہ ملانے کے قابل
نہ دوزخ میں جانے سے راضی مسلماں | نہ فردوس و جنت میں جانے کے قابل

نہ تقدیر پر بس نہ تدبیر کرتے
نہ چلتے نہ پھرتے نہ جیتے نہ مرتے

بند ۲۵

ضروریات معیشت میں مسلمانوں کی محتاجی

بڑی چیز غلہ ہے حضرت سلامت | جو ہے زندگی کا مدار معیشت
مگر کیا غضب ہے کہ سارے مسلماں | ہیں محتاج اسمیں بھی غیروں کے حضرت
اگر دیں نہ ہندو نمک مرچ ان کو | تو چٹنی کو محتاج ہوں فی الحقیقت
نہ تکلیف قومی کی پروا ہے انکو | نہ انکے دلوں میں ہے جوش حمیت
ابھی تفرقہ جب تھا دونوں کا باہم | تو کیسی اُٹھائی اُنہوں نے تھی زحمت
مگر پھر بھی جیسے کے تیسے رہے یہ | نہ سمجھے کہ سمجھیں یہ اپنی ضرورت
بڑا ہے جو مری نظم اُسپر ہی واجب | کرے کچھ نہ کچھ شوقی و ذکر تجارت
کوئی غلہ بیچے کوئی عام سودا | کوئی آزمائے ذرا بڑھ کے قسمت

تجارت وہ چلتا ہوا اک عمل ہے
کہ اُس کا نمایاں اثر آجکل ہے

بند ۲۶

مسلمانوں کو تجارت کی ضرورت

تجارت کرینگے نہ جب تک مسلماں — رہیں گے یوہیں سب ذلیل و پریشاں
بنینگے نہ بنیے اگر پورے پورے — نہ ہونگے کبھی کام کرنے کے شایاں
نہ ہوگا کبھی اعتبار ان کو حاصل — کرینگے نہ جبتک درست اپنا پیماں
تجارت کے گُر یہ نہ جانینگے جبتک — نہ ہونگی انہیں مشکلیں اسکی آساں
بہی کہاتے لکھنے میں عاجز ہیں جبتک — چلے گی نہ اُنسے کوئی ایک دوکاں
جہازوں کا جبتک کرینگے نہ سودا — تجارت میں نکلیں گے انکے نہ ارماں

اٹھو بھائیو اپنی تقدیر دیکھو
کرو کام کی کوئی تدبیر دیکھو

بند ۲۷

تجارت بڑی چیز ہے

ترقی تجارت سے یورپ نے پائی — تجارت سے اُسنے ہی دولت بڑہائی
تجارت سے کرتا حکومت ہی سب پر — تجارت سے کرتا ہے وہ بادشاہی
یہودی ہیں یورپ میں ممتاز ایسے — نہیں گھر میں دولت کی اُنکے سمائی

تجارت کے آقا ہیں آزاد سب سے — تجارت کے بندی ہیں کرتے خدائی

جہاز انکے دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں — تجارت سے ملکوں میں اُنکی رسائی

ہے ملتا اسی مُلک سے دیکھتے ہیں — اُنہیں ایک آنہ ہمیں ایک پائی

ہمارا ہی چمڑہ ہمیں کو یہہ جوتے — ذرا دیکھنا ہے یہہ اُنکی کمائی

کہاں تک جھنجھوڑیں کہاں تک جگائیں

یہہ نیندیں وہ ہیں جو کسیکو نہ آئیں

بند ۲۸

مسلمانوں کو ہر کام میں حصّہ لینا

اگر اب نہ سیکھے اصول تجارت — تو ہوگی ہماری خراب اس سے حالت

ملینگے نہ پھر ہمکو پیشے بھی ڈھونڈے — اگر اب نہ سمجھے کہ کیا شے ہے حرفت

بنے گر نہ اب ہم لوہار اور بڑھئی — تو بس ہو چکی ہمکو حاصل فلاحت

نہ پیشوں میں گر ہمنے خود کو لگایا — تو ممکن نہیں جا سکے یہ فلاکت

زمیندار جو ہیں اُنہیں ہے یہ لازم — پڑھیں مدرسوں میں اصول زراعت

جہاں ایک پیدا ہی ہوں چار حاصل | پڑھے جو گئی علم سے اُنکی دولت
زمانے کے پیشے ہیں دُنیا کو جائز | مسلماں اُنہیں کیوں نہ سیکھیں بکثرت

بتاتا ہے اسلام تمکو برادر
کہ گذرے کئی پیشہ ور ہیں پیغمبر

بند ۲۹

اتفاق مشترکہ سے کام لینا

اگر مل کے سب کمپنی اک بنائیں | کریں تجربے ہمتوں کو بڑھائیں
کریں مشورہ کام والوں سے پہلے | جو سیکھا ہے وہ دوسروں کو سکھائیں
ضرورت ہو جسکی جہاں لیکے پہونچیں | بکے جو یہاں غیر ملکوں سے لائیں
تجارت کی ڈھنگ اہل یورپ سے سیکھیں | مساوات کا رنگ اپنے جمائیں
دیانت امانت لیاقت اطاعت | جو ہوں پاس تو قسمتیں آزمائیں
رہیں پاس پاکٹ میں جب نوٹ ہر دم | تو افلاس کی دور ہوں سب بلائیں
بہت کم ابھی سود ملتا ہے ہمکو | تجارت سے پھر کیوں نہ پونجی بڑھائیں

کریں اس قدر سود پر کیوں قناعت | جو دیتے ہیں غیروں کو خود کیوں نکھائیں
اگر ہو یہ تدبیر اپنی موثر | کریں نذر کالج کو جو نفع پائیں
وہ کیا شے ہے جس سے ہو حاصل یہ دولت
تجارت تجارت تجارت تجارت

بند ۳۰

بمبئی میں کانفرنس کی دعوت

سنا بمبئی ہے محل تجارت | جہاں بھائیوں نے دیا اذن دعوت
سنا ہے خوشحال ہیں وانکے بھائی | تجارت سے حاصل ہے انکو فراغت
مگر ہم وہاں کیا کرینگے بتاؤ | کریگی وہاں کیا ہماری جماعت
وہ پوچھیں گے کچھ پاس پلے ہے انکے | گھر و نیں ہے یا بنک میں انکی دولت
چلن شے یہ کیسے کھرے ہیں کہ کھوٹے | بڑے کام تو کر سکیں گے یہ محنت
بہی کھاتے لکھہ لیں گے کتنے ہیں ایسے | ہے کس کس میں کتنی دیانت امانت
ہیں کتنی زبانوں سے یہ لوگ واقف | جو ملکوں میں جائیں برسم تجارت
ہمیں چاہئے مستعد ہو کے جائیں
جو کچھہ فائدہ بمبئی سے اٹھائیں

بند ۳۱

بمبئی کچھ سیکھے کچھ سکھائے

وہ کچھ ہم سے سیکھے ہیں کچھ سکھائے
وہ کچھ ہمسے لے کچھ ہمیں وہ دلائے
کرے بات اپنی ہماری زبانسے
ہمارے بیاں کو نمونہ بنائے
جو بنگال و پنجاب کے ہیں شناور
سمندر کی اُنکو ہوائیں کھلائے
جو ہوں لکھنؤ اور دلی کے ممیز
مزے لفظ و معنی کے اُنکے اُٹھائے
وہ اُستاد یاں دیکھ لیکر ہماری
تجارت میں شاگرد اپنا بنائے
اگر ہمنے بایکدگر کچھ نہ پایا
تو پھر فائدہ قوم نے کیا اُٹھایا

بند ۳۲

نوکری غلامی ہے

سُنو غور سے ہو جو اہل حمیت
نتائج کو دیکھو جو سمجھو حقیقت
ہیں ہندوستاں بھر میں جتنے مسلماں
ملی جسکو سرکار سے کوئی خدمت
بڑے سے بڑے عہدہ داران نامی
جو ممتاز عہدونکی رکھتے ہیں عزت
ہیں رشوت سے محتاط جو لوگ جتنے
جو تنخواہ پر اپنی کرتے قناعت

اونہیں دیکھ کر تم ہزاروں نہیں ہمکو — بتاؤ تو کوئی بھی ہے اہل ثروت

سوا اسکے اُن کی غلامی تو دیکھو — جو ہے قابل شرم اہل حمیّت

اگر ایک دن کے لئے پائیں باہر — تو افسر سے حاصل کریں پہلے رخصت

رہیں دست بستہ غلامی میں حاضر — کہیں افسروں کو خداوند نعمت

ہوا کیا اگر چڑھ لئے بگھیوں پر — ہوا کیا اگر کچھ دنوں کی حکومت

حکومت بھی وہ جیسے مانگے کا کپڑا — نہیں جسمیں کچھ اختیار اور قدرت

مقابل میں اُنکے اُنہیں لاکے دیکھو — جو کرتے ہیں باقاعدہ کچھ تجارت

تعجب ہے کہ تم نوکری پر ہو راغب
نہ ہو ملک میں تم تجارت کے طالب

بند ۳۴

تجارت والوں کو دیکھو

وہ جو آگے بڑھا بیوں کو دکھائیں — تجارت سے جو اپنی روزی کمائیں

ہے مذہب کا بھی خاص اُن میں کمال — تمدن میں بھی اُنکی صائب ہیں رائیں

سوا اُن کے تم بوہروں کو تو دیکھو | جنہیں اپنے مذہب کا پابند پائیں
جو کرتے ہیں لاکھوں کے وارے نیارے | تجارت سے جو اپنی پونجی بڑھائیں
کروڑ لاکھ کی گنتی میں رکھتے ہیں دولت | جہاز انکے ہر ملک میں آئیں جائیں
ہیں سورت میں جو مجتہد اُن کے رہتے | ہدایت کا وہ انکو رستہ دکھائیں
کہے پیشوا جو اُسے دل سے مانیں | اٹھائیں جو ہوں انکو قومی سزائیں
جزا و سزا کے ہیں حاکم مقرر | کریں انکو تحقیق جو ہوں خطائیں
جبھی تو ہے کل قوم کا ایک فیشن | سبھی ایک فیشن میں خود کو دکھائیں
اسی طرح خوجوں کو حاصل ہے دولت | جو میمن ہیں انکو بھی خوشحال پائیں
نہ دیکھو گے تم منگتا کوئی انمیں | بگڑ جائے کوئی تو سب کام آئیں

اگر تم بھی قانون قومی کو مانو
تو سب مشکلیں اپنی آسان جانو

بند ۳

مسلمانوں ہمت نہ ہارو

تمہارے لئے ہو رہا ہے جو ساماں | علیگڈہ نے جسکو کیا ہے نمایاں

وہ کالج[۵۱] ہے اک پارلیمنٹ[۵۲] قومی　　جو تعلیم قومی کا ٹھیرا نگہباں
اسی اپنے حق میں غنیمت سمجھ لو　　سمجھ لو اسے چشمۂ آب حیواں
وہ دیکھو ہیں یوروپین سب سے آگے　　وہ ہندو ہیں پھر اُنکے پیچھے مسلماں
ہے بی اے و ایم اے کی باری مقرر　　بنو مرد میداں یہ ہی گوئے چوگاں
خبردار کشتی بچا کر نکالو　　تھپیڑے ہیں موجوں کے دریا میں طوفاں
گر دیگے تو روندیں گے اغیار تم کو　　نہیں جسکا پھر کچھ علاج اور درماں
زمانے سے کہلا کے چھوڑو جوانو　　کہ تمنے قلم سے کیا فتح میداں

جو محنت پڑے اُس کو ہل کر سہارو
بڑی دوڑ ہے اس میں ہمت نہ ہارو

نمبر ۲۵

تعلیم یافتہ پارٹی کی دُھن اچھی نہیں

نہیں قوم کے کام کی یہہ کمائی　　جو خود تمنے کھائی لُٹائی اُڑائی
لیا تمنے جنسے دیا پھر اُنہیں کو　　دیا ایک آنہ جو لی ایک پائی
ذرا خرچ کو اپنے جانچو تو پہلے　　دوات و قلم لے کے بیٹھو تو بھائی
غضب تو یہ ہے تمنے تعلیم پا کر　　جو عقل معیشت تھی وہ بھی گنوائی

---

[۵۱] محمڈن علی گڈھ کالج

[۵۲] ایجوکیشنل کانفرنس

بنے ہو وہ آئینۂ حیرت افزا ۔ نہ دے قوم کی جسمیں صورت دکھائی
یہہ کیا کر رہے ہو یہہ کیا ہو رہا ہے ۔ جو ہے قوم دیتی خدا کی دُہائی
یہہ آپس میں کیسی ہے اَن بَن بتاؤ ۔ یہہ کیا تفرقہ ہے یہ ہے کیا جدائی

خدا کے لئے تم بنو ایسے رہبر
کہ رکھے قدم قوم نقش قدم پر

بند ۳۶

ایجاد جدید کا خیال رکھو

خدا کے لئے اَب تو کچھ کام آؤ ۔ صنائع کے اپنے نمونے دکھاؤ
جو سیکھا پڑھا تمنے کیمسٹری میں ۔ اُسے کچھ تو تم کام میں اپنے لاؤ
یہہ کیا ہے جو ہوٹل میں یوں مانگتے ہو ۔ کہ اک بالٹی لیمنٹ ہم کو لاؤ
چلاتے نہیں کیوں گھروں میں کلو نکو ۔ کہ عیرو نکو سوڈا لمنٹ پلاؤ
یہی پھول پھل گھانس چھال اور بیج ۔ جو چاہو تو ان سے ہزاروں کماؤ
ذرا کچھ دنوں شغل جاری تو رکھو ۔ ذرا آزمائش میں دل تو لگاؤ
کسی رنگ میں ڈوب دو کوئی کپڑا ۔ کسی دہات میں دہات کوئی ملاؤ
جڑی بوٹیوں سے اگر ست نکالو ۔ تو یورپ کو اک معجزہ تم دکھاؤ
ذرا زور دو اپنی عقل رسا کو ۔ تو پھر تم کمندیں فلک پر لگاؤ
مگر کچھ کرو بھی تو بیٹھے بٹھائے ۔ نہ یوں بے کئے کچھ تمہیں ہاتھ آئے

بند ۳۷

عورتوں کی تعلیم ضروری ہے

جو کی تم نے آغاز تعلیم نسواں — کھلا اب در رحم والطاف رحماں
پڑھاؤ لکھاؤ سکھاؤ بتاؤ — کرو عام تعلیم کا اُنکے ساماں
مگر خود ہی اُستاد اُنکے بنو تم — کرو آپ ہی اپنی مشکل کو آساں
پیغمبر کے گھر کا ہے پردہ مکمّل — نکالو نہ تاویل سے اُسمیں نقصاں
ضرورت کیحالت میں برقع ہی جائز — کہ جس سے ضرورت کی مشکل ہو آساں
جو انگلش کی لیڈیز پھرتی ہیں باہر — تو اقبال قومی ہے اُنکا نگہباں
عرب سے مساوات تم کو نہیں ہے — اسیطرح سمجھو کہ ہیں ترک وافغاں
اُنھیں ایک برقعہ ہی کافی ہے بھائی — مگر تمکو کافی نہیں قصر وایواں
تم اپنے کو غیروں سے کیوں ہو ملاتے — کہاں بھیڑ بکری کہاں شیر غرّاں

نہ طاقت ہے تم میں نہ قومی حمیّت
تو پھر کیلئے اُنکی لاتے ہو حجّت

بند ۳۸

دینی اور دُنیوی تعلیم کیلئے دارالعلوم کا ہونا

خدا کو سمجھتے تھے سب پہلے سُلطاں — تھا قانون سب کا حدیث اور قرآن
تھا جمہور کا اتفاق اِس کے اوپر — کہ باہر نہ ہو اُس سے کوئی مُسلماں
مگر اب نہیں شوق حفظ شریعت — جو دل چاہے کرتا ہے وہ ہمکو آساں
نہ خوفِ خدا ہے نہ خوفِ پیمبر — نہ شرم گنہ ہے نہ کچھ شرم عصیاں
جو آیت کوئی اپنے مطلب کی پائی — تو تاویل شرعی پہ ہوتے ہیں نازاں
نہیں دیں سے مطلب جو رکھتے ہیں دُنیا — جو دانائے دیں ہیں وہ دُنیا کے ناداں
نہ ہو نسخہ پورا تو کیسے ہو صحت — جو ناقص دوا ہو تو کیوں کر ہو درماں
نہ ہوتا کہ دارالعلوم ایک اپنا — جہاں دین و دُنیا ملے ہم کو یکساں

ہماری ترقی ہے دشوار ہونا
ہمیں چاہیئے خود مددگار ہونا

نمبر ۳۹

مذہب کی پابندی ضرور ہے

سنی تو نے اے قوم اپنی حقیقت
خدا کے لئے اب تو ہو صرف ہمت

خدا کو سمجھ وہ ہے سلطان اعظم
ہیں شاہ و گدا سب اُسکی رعیت

ہے دُنیا کی شاہی میں پر تو اُسی کا
ہمیں چاہئے اُسکی سمجھیں حقیقت

رہیں امن سے اپنے ایماں کو لیکر
کریں راستی سے ادا حق خدمت

نہ چھوٹے کبھی ہاتھ سے تیری اکدم
کتاب خدا اور قانون سُنت

رہے پاس امر و نواہی کا سب کو
نہ توڑیں بغاوت سے قانون ملت

قوانین شاہی جو نافذ ہوں ہم پر
رعایا کو لازم ہے اُن کی رعایت

ہے بس چار باتوں میں تیری ترقی
زراعت تجارت - فلاحت صناعت

خدا کو جو سمجھے نہیں وہ نہ سمجھیں
کہ دُنیا میں ہے کیا حق بادشاہت

نہیں جنکو مذہب کی کچھ قدر اپنے
نہ وہ اچھے بندے نہ اچھی رعیت

الٰہی ہمیں اپنا رستہ بتا دے

پھر اس قوم کو تو مسلماں بنا دے

بند ۳۴

شرافت بڑی چیز ہے

شرافت ہے ہر قوم کا خاص جوہر
شرافت نہیں ہے تو ہیرا ہے پتھر

ہے بجوہر ہیرے کی قیمت زیادہ
شرافت سے اپنے ہے ممتاز گوہر

اگر بیج اچھا ہے تو پھل ہوں اچھے
برے بیج کے پھل برے آئیں یکسر

زمیں کی خرابی سے ہو بیج ضائع
ہو نشو و نما کب زمیں ہو جو بنجر

اصیلوں کے اوصاف رکھیں نہ ٹلی
نہ ہوں دوغلوں میں اصالت کے جوہر

کبوتر میں دیکھو ذرا سا تبادل
کرے کسقدر نسل میں نقص یکسر

ہو بچہ بھی اچھا جو اچھے ہیں دونو
کہو تم زن و مرد یا مادہ و نر

اسی طرح گھوڑوں کی نسلوں کو دیکھو
جداگانہ اوصاف ہیں ان میں مضمر

ہے ہر ملک میں پاس نسلوں کا اپنی
کیا ہم نے بھی پاس انساب اکثر

رہا خاندانوں کو پاس شرافت
رہی نسل محفوظ آفات یکسر

مگر اب وہ اندھیر چھایا ہوا ہے
کہ اس پر توجہ ہے کم بلکہ کمتر

خبردار تم اپنے تخم و زمیں سے
ہم آگاہ کرتے ہیں تمکو یہیں سے

بند ۴۱

زنا کی بُرائیاں

تھی دُنیا سے بڑھ چڑھ کر اپنی حمیّت جہاں میں تھی ضرب المثل اپنی عفت
حیا خیر وایماں تھی ہر مرد وزن کا دلوں میں بھری تھی خدا کی خشیت
نہ نامحرموں سے تھیں لڑتی نگاہیں ملی تھی ہمیں انبیا کی سی عصمت
زنا کی تھی تعزیر جوں رجم شیطاں بُرا جانتی اُسکو سبکی طبیعت
بگڑتے نہ تھے اُس سے نطفے ہماری نہ ملتے تھے نسلوں میں تخم شقاوت
مگر ایسی آفت ہیں ہندوستاں ہی کہ ہے اس کے ہاتھوں سے کل قوم غارت
ہزاروں شریفوں کو اس نے ڈبویا ہزاروں گھرانے ہوئے اس سے غارت
ہزاروں ہوئیں صورتیں مسخ اس سے زنا ہے ہزاروں عوارض کی علت

زنا سے بھی بدتر غِنا کو ہیں کہتے
جو اچھے ہیں وہ تو سبے ہیں دور رہتے

بیادگار انتقال آنریبل سیّد محمود بالقابہ گرامی خلف آنریبل ڈاکٹر سر سیّد احمد خاں بہادر نوّر اللہ مرقدہٗ

(تصنیف مولانا اشہری صاحب دام فیوضہٗ)

اللہ ہے ایک اور معبود نہیں موجود وہ کون ہے جو مفقود نہیں

افسوس اجل نے گھر کا گھر صاف کیا ۔ سیّد نہیں۔ حامد نہیں۔ محمود نہیں

اے قوم رہ طلب میں موجود ہے تو ۔ رباعی ۔ خواہاں ہزار سود و بہبود ہے تو
مسعود کے جو حقوق ہیں سر پہ تیری ۔ گن گن کے ادا کرے تو محمود ہی تو

جو قوم میں انتخاب تھا وہ نہ رہا ۔ رباعی ۔ جو علم میں لاجواب تھا وہ نہ رہا
محمود کے مرنے سے یہ اندھیر ہوا ۔ جو قوم کا آفتاب تھا وہ نہ رہا

افسوس علیگڈھ پہ ستم اور ہوا ۔ رباعی ۔ اک رنج تھا۔ دوسرا الم اور ہوا
سیّد کی ابھی یاد نہ بھولی تھی ہمیں ۔ محمود گئے یہ غم پہ غم اور ہوا

نوحۂ غم

سیّد محمود کا ماتم

مقیم مہماں سرائے ہستی ہیں محو سامان خود پرستی
یہاں گھروں میں بپا ہے ماتم اجڑ رہی ہے ہر ایک بستی
نہ آس جینے کی ہم کو اپنے نہ پاس مرنے کا ہم کو حاشا
نہ ہم سے شادی کو کچھ مسرّت نہ ہم سے لذت ہے غم کو اصلا

کبھی یہ جیتی تھی قوم مر کر شہادتوں کی کھلے ہیں محضر
کوئی ہے سجدے میں سر کو رکھے کسی کی گردن بزیر خنجر
دلہن سمجھتے تھے موت کو جو انہیں بنایا قضا نے دولہا
ہمیشہ ہوتے ہیں عرس انکے کیا ہے انکو خدا نے دولہا

ہمارے جینے کی داستانیں ہیں زیب دیوان خوشحالی
ہمارے مرنیکے کارنامے نہیں ہیں حسن عمل سے خالی
کہاں ہے ہندوستاں میں کوئی بتائیں ہم جسکو فخر دوراں
نہ ہے حقایق سے کوئی واقف نہ کوئی کشاف راز پنہاں
نہ کوئی ہم میں طبیب حاذق نہ کوئی بو نصر بو علی ہے
نہ کوئی ہشیار جام صہبا نہ کوئی سرمست بیخودی ہے
جہاں میں ہم ہیں مگر نہیں ہیں نہیں میں ہاں ہیں مگر کہاں ہیں
نہ ہم ہیں دانائے کنہ ہستی نہ راز تیحر کے راز داں ہیں
جو کوئی لاکھوں میں ایک نکلا تو کیا ہو اتنوں میں اسکی گنتی
ہے قطرہ جیسے میان دریا ہو ذرہ جیسے میان وادی
انہیں میں تھے ایک سید احمد جنہیں مسیحائے قوم کہتے
بتایا کالج انھوں نے قومی انہیں کے دم سے ہی قوم جاگی
وہ جب سدھارے بسوئے جنت تو انکے بیٹے تھے فخر دوراں
ہے نام محمود عام شہرت ہمیں جو مشکل انہیں تھا آساں
رہے ہیں ہائیکورٹ کے جج بھی لکھے ہیں قانون و عدل و نصفت
نہیں ہے انکا نظیر ہم میں خدا نے دی تھی عجیب طبیعت
ججی کے کاموں میں تھا جو آتا پریوی کونسل میں نام انکا
تو غور کرتے تھے جج وہانکے ہوا تھا شہرہ یہ عام انکا
وہ نیو فیشن کے تھے مسلماں مگر عقائد میں تھے وہ راسخ

کہیں مقلد کہیں موحد کہیں وہ سوجد کہیں تھے ناسخ
نہ اپنے والد کا پاس اُنکو نہ اپنے بیٹے کی اُنکو پروا
تھے ساری باتوں میں نامقید وہ ہی تھے کرتے جو دل میں آیا
تھی صاف کہنے کی اونکو عادت جو منہ میں آیا زبان سے نکلا
چھپا نہ سکتے تھے راز اپنا جو دل میں آیا وہاں سے نکلا
طبیعت اونکی تھی نامقید۔ تھی اُنکی عادت میں صاف گوئی
کہاں کے سید کہاں کے محسن کہاں کے یک تھی کہا انکا کوئی
کمائے ہیں الف ماہواری گئے جو محمود لکھنؤ میں
ہر ایک اسپیچ معجزہ تھی۔ تھا سحر انداز گفتگو میں
جو چیف جسٹس سے اُنکی بگڑی تو چھوڑا ہائیکورٹ کو آئے
جو پاتے تنخواہ تھے ججی میں سہ چند اُس سے یہاں کمائے
مگر یہ دیکھا اجل نے اونکی اُنہیں بھی ہم سے چھڑا کے چھوڑا
غضب ہے وہ بھی قضا نے لوٹا جو پاس پلے تھا مال تھوڑا
مہ صفر میں ہوئی ہے رحلت ہیں تیرہ سو اکیس ہجری
وہ آئے اپنا نظیر ہو کر نہیں ہے ہم میں نظیر اُن کی
دعا ہے کرنا سبھوں کو لازم مقام محمود دے خدایا
جہاں میں بھیجا تھا تو نے آئے گئے یہاں سے جو پھر بلایا

قومی نظم

ہندوستان کا پژمردہ ادب اور افسردہ شاعری

تباہ حال ہے ہندوستاں میں لٹریچر — بہار کا نہیں پاتے ہیں اس چمن میں گذر

پڑے اُجاڑ ہیں جو تھے ہرے بھرے گلشن — ہوئے جڑ سے اُکھاڑے جو تھے قدیم شجر

ہیں بلبلوں کی جگہہ چند تیلیاں اڑتیں — نسیم صبح کے گھر میں ہے چل رہی صرصر

ہیں نونہال چمن عالم سے پہلے ہوتے — مگر مٹھاس کا پاتے نہیں پھلوں میں اثر

ہر ایک باغ میں ہے اک نئی ہوا چلتی — چمن میں پھول ہیں لیکن بہار ہے باہر

نہ ہندوؤں میں نظر آئے بالمیک کوئی — نہ ہم میں پاتے ہیں نظیری و فیضی و جعفر

نہیں ہے ایک بھی تلسی کا مثل یہاں ہمیں — نہ پاتے ہی میں ہے خسرو کا دوسرا ہمسر

انیس و غالب مرحوم کی جگہہ کوئی — ہوا نہ اور زمانے میں یوں زباں آور

ہے سنسکرت زمانے میں ماں باتوں کی — مگر ہے اب تو وہ بیٹھی پاس سرتا سر

اسی کی بیٹی نے مارا ہے اسکو گر دیکھو — ہوئی ہے مارکے بہاشا اتے زباں اور

نہ ہم کو تھوڑا وصف سخن میں جتا کا ہی — نہ ہندوؤں کو توجہ تیاسے ونگل پر

ہر بولتے ہیں پپیہے صدائے دلکش سے — نہ قمریوں کے ترانوں میں وجد کا ہے اثر

کنول کے پھول کھلے ہیں مگر ہیں پژمردہ — کھلا ہے حوض میں لیکن فسردہ نیلوفر

ہزار طرح کے پھل ہیں مگر مٹھاس نہیں — ہزار رنگ کے گل ہیں مگر نہیں گل تر

ہے بالمیک کی تصنیف قالب بیجاں — نہ پہنچے بام پہ اسکے کمند تارِ نظر

کہاں وہ لوگ جو اعجاز خسروی سمجھیں — کہاں وہ ذوق ترنم جو ہو سخن پرور
مصنفین میں بھاشا کی ہیں جو تلسی داس — ورق طلا کے ہیں اُنکے لکھے ہوئے پتر
مگر ہیں اسمیں بھی جو استعارہ ہائے ادب — وہ میل کھائیں نہ انگلش مذاق سے کیونکر
ادب سے پہلے تھا وابستہ دھرم کرم یہاں — نہ پاس آنے دیا اسکو جدید لٹریچر
گریجویٹ جو نکلے ہیں نیو فیشن سے — دلوں میں اُنکے نہیں اُس مذاق کا ہی اثر
جو نغمہ سنج طرب تھیں وہ اڑ گئیں چڑیاں — جو نکتہ دان ادب تھے وہ اڑ گئے طائر
زبانمیں حس ہی نہیں ہے تو ذائقہ کیسا — نہیں مشام تو پھر کیا شمامہ عنبر
چمن وہی ہے مگر بلبلیں نہیں ویسی — نچے پڑے ہیں کہیں کیاریوں میں اُنکے پر
ہر ایک چوب نہ تاثیر میں بنے صندل — ہر ایک پھول میں آئے گلاب کا نہ اثر
دل و دماغ نہ باقی رہے ہوں جب اُنکے — تو اُنسے کام بتاؤ وہ ہو سکے کیونکر
جو پہلے فضل و ادب کے تھے مقصد عظمیٰ — وہ اب ہیں خانہ برانداز صاحبان ہنر
نہ سلطنت کو ہماری ادب کی کچھ پروا — نہ سلطنت کی صداؤں کے ہم سخن گستر
نہ کچھ خدا سے علاقہ نہ دیوی دیوتا سے — نہ آج کام کے اوتار ہیں نہ پیغمبر
نہ راج نیتی میں اپنی زباں کا کچھ حصہ — نہ ہم فرائض اعلیٰ میں صاحب دفتر
نہ شمع حسن ازل سے لگی ہماری لو — نہ ہیں مناظر حسن کمال پیش نظر

اُردو کی حالت

میں اب دکھاتا ہوں اُردو کی حالتیں تمکو — جو عام طور سے دیکھے ہر ایک اہل نظر
ہے ہندوؤں کے لیے کنیاں یہ کلجگ کی — ہماری قوم کو دوشیزۂ عامل محشر

اصول السنہ اس پر ہیں حجت ناطق ۔۔۔ کہ اس زباں کی نہو دوسری زباں ہمسر
حروف سبسے زیادہ ملتے ہیں اُردو کو ۔۔۔ نہیں کثیر ہے الفاظ نسبتاً اکثر
زیادہ لفظونسے جملے زیادہ ہوں پیدا ۔۔۔ اُسی قدر ہوں تکلم میں وسعتیں ظاہر
ہر ایک ہیچ ہے اسکی زمیں میں کہیں جا ۔۔۔ ہر ایک نخل ہو نشو و نما سے بار آور
جو دیکھیے عربی سنسکرت بھاشا کو ۔۔۔ تو اُنکو غیر کی صحبت سے پایئگا خدر
مگر نہیں اسے کچھ ننگ اُنکے ملنے سے ۔۔۔ نہ یہ تعصب مذہب کی عادۃً خوگر
نہ ایک نثر ہی مجموعۂ تکلّم ہے ۔۔۔ ہے جامع سخن عام نظم کا دفتر
بڑے بڑے ادبا اسکے ناقل معنی ۔۔۔ بڑے بڑے حکما اسکے قابل جوہر
جو کام سہل ہے اسکو وہ غیر کو مشکل ۔۔۔ جو کام غیر کو آساں وہ اسکو آساں تر
ذرا بتاؤ تو ہندی میں لکھ کر دکھیں تو ۔۔۔ ہوں کلیات میں جسکے یہ وسعتیں مضمر
نہ ایک جملہ سے پیدا ہوں اسقدر معنی ۔۔۔ نہ یوں تلفظ الفاظ ہوں سخن گستر
عرب کے لفظ عجم کے زباں کی یہ حامل ۔۔۔ زبان انگلش و بھاشا کی ناقل دفتر
نہ لکھ سکیں اُسے اہل معاملہ ایسا ۔۔۔ نہ پڑھ سکیں اُسے اہل مقدمہ فرفر
یہی زباں ہے زمانیکے ساتھ چل سکتی ۔۔۔ نہیں ہے جسمیں تعصب کا نام کو عنصر
نہیں ہے واسطہ خاص اسکو مذہب سے ۔۔۔ نہ ایک مذہب و ملت کی یہ ہوئی خوگر
انہیں وجوہ سے اغیار چاہتے ہیں یہ ۔۔۔ کہ توڑ ڈالئے کلیوں کو تا نہ نکلیں پر
کوئی زباں نہیں اسکے سوا یہاں ایسی ۔۔۔ جو سب زبانوں میں ملجائے جیسے شیر و شکر
یہی زبان ہے انگلش کے ساتھ چل سکتی ۔۔۔ اسی زبان میں ہو ہر زباں سخن پرور
سوائے اسکے علوم فنون انگلش کا ۔۔۔ کوئی زباں نہ کریگی اس سے ترجمہ بہتر

کبھی نہ نفع ہو ہندی کو دور انگلش میں | مگر لڑائی سے اُردو کا ہو ضرور ضرر
غضب ہے ملک اگر اشہری نہ قدر کرے | کریگا ظلم جو اسپر وہ ہے ستم خودر
ہے البشیر نے اُردو کی جو حمایت کی | وہ ایک کام ہے دیکھیں جسکو بہ صحیح نظر
کیا ہے ملک پہ احساں جناب شبلی نے | جو اس زباں کی ترقی پہ باندھ لی ہے کمر
خدا ہر ایک کو توفیق خیر دے اتنی | کہ اس زباں کی ترقی میں ہو سخن پرور

گل و بلبل

گل و بلبل کا یہہ جھگڑا کہ چمن کس کا ہے
خود بتا دے گی خزاں یہہ کہ وطن کس کا ہے

میں علی گڈھ میں آج جا نکلا | تھے فلک سے برس رہی انوار
قبر سید پہ دیکھتا کیا ہوں | ہے گلوں کا لگا ہوا انبار
محسن الملک محسن الدولہ | ایک جانب ہے محو روے بہار
جمع ہیں بلبلان نغمہ سرا | ہیں وہ کالج سے بر سر پیکار
حالی حالی کی آرہی ہے صدا | شبلی شبلی کی پڑ رہی ہے پکار
دیکھکر مجھکو گل نے مجھسے کہا | اے سخندان ریختہ گفتار
گل و بلبل کا یہ مقدمہ ہے | یہ نہیں جنگ زاغ و بوتیمار

ؔ اخبار البشیر اٹاوہ جو اُردو کی تائید میں مضامین کا ایک لامتناہی سلسلہ شایع کر رہا ہے۔

دیکھئے خوں ہوں اسمیں کتنوں کے — لائے کیا رنگ شوخی گفتار
ہے نباتات میں شرف مجھ کو — سارے پھولوں کا میں ہوں سردار
خون[1] سے سینچا مجھے حسینوں کے — تب بنا ہوں میں رشک روئے نگار
میں ہوں چشم و چراغ برہمن و دے — میں ہوں روح و روان باغ و بہار
میری شملہ پہ وہ نمائش تھی — جس سے لیڈیز کا چمن گلزار
مے سے کھنچتی رہی صدا میری — وہ رہی غافل اور میں ہشیار
میں ہوں فغفور باغ بن من بن — میں جہانگیر باغ شالا مار
ہے عنادل کو مجھ سے دل بستگی — مجھ پہ سو جان سے شیفتہ ہے ہزار
آئے خوشبو مرے پسینے سے — میں ہوں پھولوں میں سید و سردار
پھول کے گر بتاؤں مصطلحات — تو لغت ہو یہ صفحہ گلزار
میں عرب کا جلیس و ہمدم ہوں — میں عجم کا ہوں مونس و غمخوار
پوچھ لیجئے مجھے طبیبوں سے — میں ہوں درمان عاشق بیمار
میں ہوں ہر ایک مزاج کے موافق — مجھ سے اچھے ہوں سیکڑوں بیمار
میں چمن میں جوان رعنا ہوں — میں ہوں اک شاہزادہ کہسار
میں صحیفہ ہوں راز فطرت کا — مجھ میں پوشیدہ سینکڑوں اسرار
جب مدون ہوئے اصول ادب — مجھ کو دیکھا کہ میں ہوں عامل کار
میرے پردہ میں سب ہیں چھپتے — سارے دنیا کے آتشیں رخسار
میرا پردہ ہے پردۂ رحمت — میرا دامن ہے دامن ستار

۱۔ گلاب خون سے سینچا جاتا ہے تو اسکا رنگ بہت ڈہڈہا ہو جاتا ہے۔ ۱۲

اس لئے مجھ کو انتخاب کیا ۔۔۔ تا ادب ہو نہ مانع گفتار
جب ہوا گل تو ایک بلبل نے ۔۔۔ کی زبان ادب سے وا منقار
اور گویا ہوا وہ نغمہ سرا ۔۔۔ اے سخن آشنائے کوچۂ یار
مجھ کو بخشا ہے خاص نیچر نے ۔۔۔ عشق گل ہائے آتشیں رخسار
میری نغموں کے گوش گل شنوا ۔۔۔ میرے نالے سخن فروش بہار
میں ہوں سرتاج عاشقان چمن ۔۔۔ میں ہوں جاں باز وادی پرخار
سارے عشاق میرے ذلہ رُبا ۔۔۔ اُن میں مخصوص نیچرل کردار
میری تقلید فرض عین اُنھیں ۔۔۔ میری تقریر واجب الاقرار
گُل و بلبل کے نام سے خوش ہوں ۔۔۔ سب حسینان شاد ہ پرکار
حُسن رکھتا ہے ایک پالیٹکس ۔۔۔ جسکے پردہ میں سینکڑوں انوار
گل و بلبل کے نام سے ہرگز ۔۔۔ فاش پردہ نہ ہو کبھی زنہار
جو ہیں عشاق رازدان ادب ۔۔۔ نام کے بدلے لکھیں بلبل زار
میرے راز و نیاز کی باتیں ۔۔۔ نقل عشاق کے لئے درکار
یہ ترانے یہ چہچہے میرے ۔۔۔ یہ مرے نالہائے آتشبار
وصل گل پر یہ زمزمہ سنجی ۔۔۔ ہجر گل میں یہ شکل زار و نزار
نیچرل شاعری کو لازم ہے ۔۔۔ تا ہوں آسان مقاصد دشوار
غیر واقف نہ ہو کہ بات ہے کیا ۔۔۔ گل و بلبل میں یوں چھپیں اسرار
اب جو منظور ہے علیگڈھ کو ۔۔۔ لائے بے پردہ کرکے روئے نگار
دونوں ناموں سے عشقبازی ہو ۔۔۔ کشمش و جذب کے کھلیں اسرار

نیچرل شاعری کہ سب جذبات نام سے ہوں ہر ایک کے اظہار
تو ہمارا ہے اس ادب کو سلام
جو ہے ترکِ ادب کا خاص شعار

محمڈن اینگلو اورنٹیل ایجوکیشنل کانفرنس

اور

اردو کی اصلاح اور ترقی کا شعبہ علمی

گذشتہ کانفرنس دہلی میں اُردو کی اصلاح اور ترقی کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ اور ہمارے مخدوم مکرم مولانا شبلی نعمانی سابق پروفیسر عربی مدرسۃ العلوم عال ناظم دینیات حیدر آباد اس کمیٹی کے سکرٹری قرار پائے مولانا شبلی صاحب نے کالج کے متعلق جو خدمات انجام دیں وہ سیکڑوں برس مدرسہ کے حق میں دستاویز امتیاز سمجھی جائیں گی۔

. . . . ؎ ہر کوہ نتابد ایں صدا را

میں نے اس کمیٹی کے متعلق کئی اخباروں میں مضمون لکھے جن کا ماحصل اس کمیٹی کی نہایت وسیع کاموں کے سر انجام پانے کے لئے ایک خاص فنڈ کا ہونا بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے صدر مقام کا تقرر۔

تیسرے اس کام کو اس سے زیادہ وسیع پیمانہ پر جاری ہونے کی ضرورت اور مولانا شبلی صاحب نے جو خیالات اور مقاصد عملی کارروائی کے منشار سے متعلق ظاہر فرمائے ہیں وہ بے انتہا قابل قدر اور عام لوگوں کے لئے عموماً اور خاص اصحاب کے لئے خصوصاً مزید توجہ کے قابل ہیں اور جہاں تک ممکن ہو بمبئی مدراس۔ حیدرآباد۔ لاہور۔ امرتسر۔ اکبرآباد۔ لکھنؤ۔ کانپور۔ الہ آباد۔ پٹنہ۔ کلکتہ۔ اور دوسرے بڑے بڑے شہروں اور خاص مقامات میں اس کام کی شاخوں کو پھیلانا ایک نہایت ضروری کام کو انجام دینا ہے اور ہر شاخ کی عملی کارروائی کے حالات معلوم ہونے کو ایک صدر دفتر کا علی گڈھ میں ہونا ضرور ہے تاکہ اردو کی

لائبریری میں تمام اصحاب قوم کی علمی کاموں کا ذخیرہ ایک جگہہ مجتمع ہو اس لئے کانفرنس بمبئی میں اس کام کے متعلق ایک خاص کوشش کا ہونا ضرور ہے ؎

اثر فلک سے اتر آ ذرا خدا کیلئے
کہ اسنے ہاتھ اٹھائے ہیں دعا کیلئے

اور عالی جناب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خانصاحب بہادر آنریری سکرٹری مدرسۃ العلوم و پریسیڈنٹ یونیورسٹی فنڈ کو اس کام میں مزید توجہ کی ضرورت ہے۔

تم بر سر تابوتم وقت ست کہ فرمائی
اے در لب لعل تو اعجاز مسیحائی

خواب پریشاں

ہجوم فکر سے ازبسکہ سرگرداں طبیعت تھی — دماغ منتشر تھا اپنا وقف صد پریشانی
دکھایا خفتہ بختی نے وہ خواب انتشار افزا — مجسم سامنے آنکھوں کے تھے غم ہائے پنہانی
نظر آیا کھڑا ہوں ایک صحرای لق دق میں — کہ جسکی ہولناکی سے ہو سینہ شق جگر پانی
بلاؤں کی طرح اُمڈی ہوئی کالی گھٹائیں ہیں — نہاں ظلمت میں تھی مہر منور کی درخشانی

کڑک کر بجلیاں ہر لحظہ گرنیکے لئے مضطر وہاں کا آسماں گویا بنا تھا دشمن جانی
بخون آغشتہ صدہا لاشیں تھیں خاک ذلت پر کہ جن پر بیکسی گریاں کفن داماں عریانی
ہزاروں شخص واں خنجر بکف مجکو نظر آئے نہ بو انسانیت کی تھی مگر صورت تھی نورانی

وہ ہیبت خیز منظر دیکھکر جی ایسا گھبرایا
میچیں آنکھیں رہا امید وار فضل ربانی

ندا اتنے میں آئی غیب سے ای غافل مطلق ذرا چشم تماشا کھول تا ہو رفع حیرانی
میں آنکھیں کھولتے ہی رہگیا حیرت زدہ ہوکر تماں نظر دستے تھا صحرا عیاں تما قہر لاثانی
مقابل میرے اک برہمن واں ایسا وہ تھا نگہہ کہتی تھی دیکھی ہے کبھی یہ شکل نورانی
مجھے ہمراہ اپنے لیگیا جوش محبت سے بیاں کرنے لگا بعد از ادای رسم مہمانی
زمین ہند وہ صحرای وحشت ہی جسے دیکھا کہا کرتے تھے جسکو عزت فردوس رضوانی
گھٹائیں چھارہی ہیں چارسو ادبار نکبت کی تیاں برق تباہی ہے وہ بھر آتش افشانی
وہ بے گور و کفن ہیں کشتگان بغض کی لاشیں لیا تیغ حسد کا اپنے سر احسان ویرانی
نفاق و رشک کے خنجر لیے ہاتھوں میں تھے ہیں بظاہر شکل انساں ہیں یہ ہیں غول بیابانی

یہ کہکر پردہ الٹا ایک طرف سے پیر دیریں نے
نظر کرتے ہی تازہ ہوگئے سب داغ پنہانی

نظر آئے وہاں صدہا مرقع یاس و حسرت کے کہ جنپر چشم دریا بار نے کی اشک افشانی
فسردہ حوصلے اور ہمتیں بیدست و پا دیکھیں چمکتا خاک کے ذروں میں دیکھا جاہ کیوانی
ہزاروں حسرتیں لاکھوں تمنائیں تھیں خونگشتہ سرہانے یاس مایوسی تھی محو مرثیہ خوانی
بہت گنجینہ اوصاف علم دفن وہاں دیکھے کہ جنکے قفل پر تھی نہبت اپنی مہر نادانی

یہ عالم دیکھ کر فرطِ قلق سے دل جو بھر آیا — گلا رکنے لگا آنکھیں تھیں رشکِ ابرِ بارانی
تمہیں کیا کہوں وہ پیر نکلا کیسا انگبیں ل — وہ عہدِ رفتہ تھا کرتا تھا شاید وانگی گرانی

ہوا رونے پہ میرے خندۂ تحقیر سے گویا
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

شررؔ سہارنپوری

تلمیذ جناب شعلہ

گذارش

خدا کے فضل و کرم سے یہ مطبع چوالیس برس سے جاری ہے
اس مین عربی۔ فارسی۔ اردو ہندی۔ ہر قسم کی کتابت نہایت
صحت اور عمدہ صفائی اور ہر قسم کی خوبی سے چھپ سکتی ہے
تصفیہ چھپائی بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے۔
نہایت بیش بہا کتابین اور قرآن مجید مطبع مین فروخت کے لیے
موجود ہین جنکی فہرست درخواست کرنے پر بھیجی جائیگی

خواجہ صدیق حسین مینیجر مطبع اگرہ اخبار۔ اگرہ